

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

الحمد لله الذي بعث في زمانه نبيا من انبياءه
 محمد بن عبد الله صلى الله عليه وآله وسلم



CHECKED

تبریز، روز شنبه ۱۳۰۲/۱۰/۱۵
 در وقت ظهر

کتابخانه مجلس شورای اسلامی

CHECKED

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

الحمد لله الذي جعلني من عباده الصالحين
مؤتمرا لأوامره واجتنباً لنواهيه

CHECKED



Ch
18

1
2
3
4

فہرست مطالع دیوان

صفحہ نمبر	مطلع
	ردیف الف
۱	عرشِ عظیم پر کچھ آسمان نہ تھا
۳	سازگار اپن از مانا ہو گیا
۵	خاتم الانبیاء رسولِ خدا
۷	شمس الضحیٰ بدر الدجی
	یارِ رب تم سے حبیب کا جلوہ کہاں تھا
	ہند سے طیب کو جانا ہو گیا
	نہو حبیبِ خدا یا رسولِ خدا
	نور الہدیٰ خیر الوریٰ

۱۰

۱۰



نمبر صفحہ	مطلع
۱۵	بڑا بگیا ہے پھر ماز و جگیا مصطفیٰ آپ ہون پیر خدا اب چارہ گرا مصطفیٰ
	روایف - ب
۱۷	مین دور ہون مین سوزیاد یا نصیب ابتک حضور مین نہوئی یاد یا نصیب
۱۸	مری والی مری مولیٰ مری سلطان عرب میری محبوب خیا پیارے نبی جان عرب
۱۹	جو تمنا ہر مری دل کی دکھا دی یارب مرزہ راحت جان جلد سنا دی یارب
	روایف - پ
۲۱	سوے طیبہ مجھے یو امین آپ یا کبھی خواب ہی مین آئین آپ

نمبر صفحہ	مطلع
	رولیف - ج
۲۵	ہے نبوت کا تمہارے سر تاج
۲۶	کیا تم سے کون برا کہہ کیا تھا تب تاج
	رولیف - ح
۲۸	بطحی کو جانے کیلئے ہے تیری کیا صلاح
	رولیف - د
۲۹	اللہ کا دربار ہے دربار محمد
۳۰	رضا کے خدا ہے رضا کے محمد
	رولیف - ذ
۳۱	یا محمد ہے غم الفت لذت
	رولیف - ر

Checked
1081

مبصر	مطلع	۳۲
مر کے عاشق جو سو خلد گئے بن بکر	ناز کرنے لگی ہر حور سہاگن بکر	
۳۴	پا گئے اندر کو ہم مصطفیٰ کو دیکھ کر	وہ محمد مجبے باتیں کیں خدا کو دیکھ کر
۳۵	افسوس یہ فقیہ ہو غارۂ دین ہو کھو	بلبل پہ ہر ستم کہ رہے وہ چمن کو دور
ردیف - ز		
۳۶	بنوت کو ہے جیسے حضرت پہ ناز	مجھے آپ کی ہے محبت پہ ناز
ردیف - یں		
۳۸	جز عشق اور کیا ہے دل مبتلا کی پاس	رہتی ہے اپنی جان رسول خدا کی پاس
ردیف - ش		
۳۹	دل دادہ ہوں میں مجھ کو دلدادہ کی تلاش	مشتاق کو ہے احمد محنت ار کی تلاش
ردیف - ص		
۴۰	مرے نالے میں ہو یا رب اثر خاص	کہر کہین شاہ دین مجھ پر نظر خاص

مطلع	نمبر صفحہ
------	-----------

رولیف - ض	
-----------	--

۴۲	دلو ہے روپے پیمبر سے غرض	آئنے کو ہے سکندر سے غرض
----	--------------------------	-------------------------

رولیف - ط	
-----------	--

۴۳	ہجرین رکھتا ہوں دل در دہن ان سے ارتباط	آنکھ روئے سے زبان آہ و فغان سے ارتباط
----	--	---------------------------------------

رولیف - ظ	
-----------	--

۴۵	ہند تیری سنن میں کیا واعظ	ہے محبت مری غنا واعظ
----	---------------------------	----------------------

رولیف - ع	
-----------	--

۴۶	چمکے بیٹھوں تو ابھی ہوئے فرقت مانع	نالہ کرتا ہوں تو ہوتی ہے محبت مانع
----	------------------------------------	------------------------------------

رولیف - غ	
-----------	--

۴۹	جو حضرت نے محبت کا دیا داغ	میں سمجھا ہے چراغ دعا داغ
----	----------------------------	---------------------------

رولیف - ف	
-----------	--

نمبر صفحہ	مطلع	
۵۰	ہی آپکی جو گرمی بازار ہر طرف	یوسف کے پھر دیہین خریدار ہر طرف
	رولیف - ق	
۵۲	کبھی تپان ہو کبھی لشکبار ہو خاق	تمہارے واسطے کیا بیقرار ہے عاشق
	رولیف - ک	
۵۳	ریخ و غم در دو الم دل پہ اٹھائیں کبتک	ہجر میں آپ کے ہم شور مچائیں کبتک
	رولیف - ل	
۵۵	دیتا جو روز اک مجھے پروردگار دل	کر تا خوشی سے میں خریدیں پرتلا دل
	رولیف - م	
۵۶	وقت کے حدی نہ دین کبتک اٹھائیں ہم	جی میں ٹھنی ہے یہ کہ مدین کو جائیں ہم
	رولیف - ن	
۵۸	مری درد کی ہو خان کہن جو تم کو کیا کون	کہ تمہیں تیو سر مہر بان کہن جو تم کو کیا کون

نمبر صفحہ	مطلع
۴۰	دیکھو رسول حضرت سبحان ہی تو ہیں جن پر خدا ہیں میری دل و جان ہی تو ہیں
۴۲	یا محمد کی ہم اُس در پہ صدا دیتے ہیں حاضری اپنی انہیں روزِ سنا دیتے ہیں
۴۳	دیر و حرم گئے تجھے ڈھونڈا کہاں کہاں ہم کو لیے پھر ہے یہ سودا کہاں کہاں
۴۵	جبکہ ہم بھر کی مدنی کہتے ہیں اہل جنت اُسے سروِ چمنی کہتے ہیں
۴۶	خُش فرت میں ادھر دیدہ تر رکھتے ہیں اور اُدھر جلتے ہوئے داغ جگر رکھتے ہیں
۴۸	جو لوگ جلوۂ خیر البشر کو دیکھتے ہیں ہم انکی آنکھ کو انکی نظر کو دیکھتے ہیں
۴۹	وہ آدمی ہی کیا جو بتی پرندہ انہیں کچھ بھی انہیں جو عشقِ شہِ دوسرا انہیں
۵۱	الہی شوق و ارمان دلو کیون تر باؤں تو ہیں یہ کسکی یاد آتی ہے جو ہم گھبرائے جاؤ ہیں
۵۳	دل ہوا معرفت سے جب روشن ہو گئے رازِ سب کے سب روشن
۵۴	جواب کہ ہر قاصد شاہِ مدنی میں آئی ہو نہ آئیگی وہ سروِ چمنی میں
۵۵	پیمبروں میں کوئی ایسا آفتاب نہیں حضورِ احمدِ محنتِ ار کا جواب نہیں

صفحہ نمبر	مطلع
۷۷	ہاتھ آجائے جو محشر میں تہارا دامن
۷۸	ہین دہی سستیم این جو ہر جاتے ہین ہم سے تو غم نہ جائینگے سہ جاتے ہین

ردیف - و

۷۹	پیش جب ہر شفاعت کریں اے مجھ کو	میرا اللہ کرے گانہ کبھی رد مجھ کو
۸۰	دینے کو چلو در بار دیکھو	رسول اللہ کی سرکار دیکھو
۸۳	گلشن عالم میں لاکھوں گلبدن ہیں لہ رو	ایک مین بھی تو نہ پایا ہمنے تیر لنگ و بو
۸۵	پھر کیا یاد شہ مطلبی نے مجھ کو	مژدہ وصل سنایا مرے جی نے مجھ کو
۸۶	اے شہلا چلو شاہ کے دربار کو دیکھو	آنکھوں سے دہین جلوہ دلدار کو دیکھو
۸۸	دل مرا ہجرین کس طرح سے ناشاد ہو	دور افتادہ کی برسوں جو وہاں یاد ہو

ردیف - ہ

۸۹	تری ذات ایک ہو یا خدا ترن جان جل جلالہ	نہنیں تجسا ہو کوئی دوسرا ترن جان جل جلالہ
----	--	---

نمبر صفحہ	مطلع
۹۱	بلو ائین مجر شاد جو سلطانِ مدینہ
۹۳	اس دل میں ہو مدتی تمناے مدینہ
	جائے ہی میں ہو جاؤنگا قربانِ مدینہ
	یار بکھی جھک بکھی نظر آئے مدینہ

روایت سی

۹۵	کن کہتے ہی نمود ہوئی بے نمونگی	عالم یہ بات کھل گئی نا بود بود کی
۹۶	ہیں امتِ رسول کے تیرے پڑھوئے	کیونکر ہنوں دماغ فلک پر چڑھے ہوئے
۹۷	دونوں عالم سے ہو کیونکر نہ مجھے چیزی	میری آنکھوں میں سمائی ہو تری جلاؤ گری
۹۹	احمد کے سوا عشق کسی کا نہ کرینگے	ہم عاشقِ صادق ہیں تو ایسا نہ کرینگے
۱۰۱	لب خشک ہیں لہر تیرے آنکھوں میں تری	کیا عشقِ محمد میں یہ سوزِ جگر ہی ہے
۱۰۲	چل اے دل دیوانہ کہ اب گھر سے چلینگے	جانا ہے مدینہ کو ہمیں سر سے چلینگے
۱۰۳	یابنی نبی عینِ شیطان کا کھٹکا کیا ہو	آپ عامی ہیں کیسی مجھے پروا کیا ہے
۱۰۵	مدینہ بھی خداوندِ عجب پر نور ہے	جہان ہر وقت اور ہر دم تری حرمت کی ہے

مطلع

نمبر صفحہ

۱۰۶	جو خدا اُن پہ ہوں باہر کر ہوں یا گھر والے	وہی کہلاتے ہیں لاریب پیمبرِ والے
۱۰۸	تجھی کو جانتے ہیں اور ساوا کیا ہے	تجھے ہی چاہتے ہیں اور مدعا کیا ہے
۱۰۹	ساری خلقت ہو ذاتی آپ کی	نقدِ جان سے رونمائی آپ کی
۱۱۱	سراجِ لولاک ہے شایانِ رسولِ عربی	پرچونِ شانِ خدا شانِ رسولِ عربی
۱۱۲	فقط نام احمد مرے دلنشین ہے	سوا اُنکے اس گھر میں کوئی نہیں ہے
۱۱۳	شگفتہ یان ہر اک دلی کلی ہے	اورم سے جو دینے کی کلی ہے
۱۱۵	حضور میں جو طلب ایکبار ہو جائے	بہال آپ کا اُسید وار ہو جائے
۱۱۶	محمد پہ دل اپنا شہید ہوا ہے	ستارہ نصیب کا چمکا ہوا ہے
۱۱۸	دستِ مرے دلیں یہ کشاد ٹھنی ہو	دیکھو میں اُسے جاگو کی مدنی ہے
۱۲۰	باغِ شرب سے محبت کی پہاڑی ہے	غنچے غنچے سے مجھ بُوی دانا آتی ہے
۱۲۲	گوشانِ محمد کی شانِ بشری نکلی	وحدت کی کسوٹی پر چاندی یہ کھری نکلی

مطلع

نمبر صفحہ

۱۲۳	کعبے کا بھی ہو اور مدینہ کا سفر بھی	اے شاد مراد دل تو ادھر بھی ہو ادھر بھی
۱۲۴	مجھ کو دیدارِ مدینے کا خدارا ہو جائے	دلِ مشتاق کا اُس در پہ گزارا ہو جائے
۱۲۵	نظرِ لطیف اوہر بھی شد دینِ تھوڑی سی	دلِ محزون کو تسلی ہو کہدینِ تھوڑی سی
۱۲۶	شانِ کیا شانِ علما ہو احمد خستہ کی	افتدائے کلِ خدائی ہے اسی سرِ کل کی
۱۲۸	عشقِ احمد میں یہ شوریدہ سری رہنؤں سے	اے جنوں تیرے فدا ہے میری رہنؤں سے
۱۲۹	رسولِ افتدائے ہیں جہان سے	ہمیں ہو واقفیت اُس مکان سے
۱۳۱	طیبہ اگر میں جاؤں حاصل ہو شادمانی	جاتی ہو گی دل کی یہ کاششِ شہانی
۱۳۳	خاکِ پائے نبوی شاد ہو پاتے جاٹے	اپنی آنکھوں کا اُسے سرسبز بنا دو جاتے
۱۳۴	عاشقِ نبویا الہی تو عشقِ مین اٹھوے	اپنے بیٹی کے دل میں میری جگہ نہ کروے
۱۳۶	مدحِ سحرِ مے میں چہ سوزِ رون ہے	غمِ پیرِ محمد کا مجھے شاد فزون ہے
۱۳۷	ہم خیالِ رخِ پُر نور میں حیران ہو گئے	یہاں گئے جو گئے تو پریشان ہو گئے

مطلع	نمبر صفحہ
شوقِ بابوس مجھے ذوقِ فزا ہوتا ہے	۱۳۸ نام احمد سے یہاں عشق سولہوتا ہے
جسطرح لیلہ کے معجون جلوہ گر محل میں ہے	۱۳۹ اس طرح حب محمد جاگزین افسانہ میں ہے
خودی اپنے دل کو مٹانے بنے گی	۱۴۰ ہمیں تو خدا سے لگائے بنی گی
تجھ سے وہ خوشوائیں گی روزِ جزا مجھے	۱۴۱ یارب تیرے جلیبکے ہی آسرا مجھے
کیجے گا سرِ فرارِ شر و دوسر کبھی	۱۴۲ ابو ایسے گا چمکو رسول خدا کبھی
بادِ نیرب بہرِ استقبال آکر لی گئی	۱۴۳ جب صبا خاک اپنی بطحا کو اڑا کر لی گئی
خارا آنکھوں سے اسی شعلہ دور ہوتا ہے	۱۴۵ بنی کے نام سے ہر کھمبہ دور ہوتا ہے
نام ہم آپکا لیتے ہوئے مرجائینگے	۱۴۶ آپ کے عشق میں دنیا سے گر جائینگے
اپنا آقا سیدِ ابرار ہے	۱۴۷ مرجا کیا طالبِ بیدار ہے
سارا نظہ رو آپ ہی کو دم قدم سے ہے	۱۴۸ رونقِ جو دو جہان میں ہی شاہِ اہم سے ہے
خدا کو واسطے میرا پیام پہنچا دے	۱۵۰ صبا حضور کو جا کر سلام پہنچا دے

نمبر صفحہ	مطلع
-----------	------

محسن

۱۵۲	مین فدا تم پل و جان سی ہون اکو میر بنی	مجھ کو بلو الو دینے مین شہ مطلبی
۱۵۵	تو وہ ہے قمر رسل صاحب لولاک بنی	سارے عالم کی تری شان ہے شان بنی
۱۵۸	باغبانِ اولی کا تو ہے محبوب بنی	یہ ترے دم سے ترو تازہ چمن مطلبی
۱۶۱	رتبہ خاص کہ پہونچا یہ ترے کوئی بنی	شان والا سے تری بسکی رہی شان بنی
۱۶۴	ہو ختم تجھ پر بانہی سب سرور و نکی سروری	اے سرور پرینمیر ان کسکو پہونچتے ہی ہمسری

قصیدہ

۱۶۶	مے وحدت سے آج ہوں مجبور	بادۂ عشق کا ہے دل میں سرور
-----	-------------------------	----------------------------

سلام

۱۶۵	خالی اصغر سے جو جھولا رہ گیا	کانپ کر ان کا کلیجہا رہ گیا
۱۶۶	ذکر ہے خبیث کا سنا د کا	مجرئی یہ شغل ہے شاد کا

مطلع	نمبر صفحہ
لوگ مجلس میں گرے بخود گریان ہو کر	۱۷۹
خیال روے رسالت آپ ہوتا ہے	۱۸۱
غم میں غم کے چشم دریا بار ہے	۱۸۲

مختص

کھول دے بھر خلد بھر میر کھول دے	۱۸۳
جو شجاعت کے وطنی تھوڑا دھچوٹے	۱۸۸





بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

۲۰ رجب ۱۳۱۸ھ

یارب تری حبیب کا جلوہ کہاں نہ تھا

بس آپ تھرکیلو کوئی اور دان نہ تھا

سجدی کر لائق اور کوئی آستان نہ تھا

عرش عظیم پر کہ تیرا آسمان نہ تھا

معرج میں حضور ہو جبکہ باریاب

احمد کے در پہ اس لیے مین جہیہ سارا



تر پیا کیلے مجھے اپنے فراق میں

اک آپ ہی کی یاد ہی ترعین فریق

جلوہ فگن تھا نورِ جہمی سے حضور کا

پوچھا کبھی نہ آپ نے کیا حال ہو ترا

لاکھوں پیامبر تھے مگر نشانِ کبریا

معراج میں حضورِ جو مدعو خدا کو تھے

ہوئے تخی صدی جان ہی حود پر نئی جن

حضرت کو دم قدم سی یہ دلقِ مہربانی ہو سب

منظور آپ کو ہر امتحان نہ تھا

پاس اور کوئی میری دم امتحان نہ تھا

ہستی کا عشقِ فرشتہ کی ہم دگمان نہ تھا

اتنا خیال بھی مرا ایسا جان نہ تھا

اس نشان کا اس آن کا کوئی جان نہ تھا

خلوت تھی کوئی اور ڈن مہمان نہ تھا

اس مرتبہ کا کوئی بشر بیگمان نہ تھا

اسلام کا جہان میں پہلا نشان نہ تھا

کیون دروغ کی نشا کر کچھ بھی دوانہ کی

کیا اُسکا حال آپ پر حضرت عیسیٰ نہ تھا

۲۰ رجب ۱۳۱۸ھ

سازگار اپنا زمانا ہو گیا

ہند سے طیبہ کو جانا ہو گیا

ہمنے خو نقل مکان یان ہو گیا

موت کا تو اک بہانا ہو گیا

دفن شیرب میں ہوا لاشہ مرا

ابسان کا ٹھکانا ہو گیا

بت پرستی اب کہان باقی ہی

اُسکو چھوڑے اک زمانا ہو گیا

در پہ تیری کون نہوں میں جہہ سا

قبلہ تیرا آستانا ہو گیا

تیر مڑگان کو ہم میری دوسرائس

صدیہ امکان شانا ہو گیا

کھوکے اپنے کو اُسو حال کیا

لودل وحشی سیانا ہو گیا

تھا جو بیگا نہ یگانا ہو گیا	جب سی وحدت کا ہوا دل کو خیال
اپنا آباد آشتیا نہ ہو گیا	پھر لیٹ آئی گلستان میں بہا
مے کشی چھوٹے زمانا ہو گیا	مست رہتے ہیں خدا کی یاد میں
دل مرا آسینہ خانہ ہو گیا	ہر طرف ہی انکی صورت جلوہ گر
صرف ملت کا بہانا ہو گیا	کافرو مومن یہ دونوں ایک تھر
دل جو نادان تھا وہ دانا ہو گیا	پنا مشرب ہو گیا اب صلح کل

کفر چھوڑ اپنی کے مے توحید کی
 رنگِ شباب عاشقانا ہو گیا

۱۵۔ محرم ۱۳۱۹ھ

خاتم الانبیاء رسول خدا	ہر حبیب خدا یا رسول خدا
بعد اتر کے آپ کی ذات ہے	شاہ ہر دوسرا یا رسول خدا
کیون نہ پڑو رہو دو جہاں آپری	آپ نور خدا یا رسول خدا
لفظ محمد میں شامل ہی لفظ احد	رب سرک ہو خدا یا رسول خدا
مجاور و ازل سے تمہارا ہی عشق	تمہی ہوں مبتلا یا رسول خدا
سید ہر دتر سے کیون ہوں گراہم	آپ ہیں رہنما یا رسول خدا
کر رہا ہے فلک مجھ چلم و تم	برسبب جفا یا رسول خدا
دو جہاں میں ہر کافی مری واسطی	آپ کا آسرا یا رسول خدا
ہوں گنہگار میں بخشواؤ مجھے	یا شفیع الود یا رسول خدا

صاحب تاج ہو شاہ لولاک ہو

آپ کی خاک پا ہویں اگر

ہجر کا ہے مرض سختیا رہوں

تم کو دیکھا تو دیکھا خدا کا جمال

میرے دل سے مٹے ماسوا کا خیال

میرے مشکل بھی تہ آسان ہو

اب نظر خواب میں بھی نہیں آتی ہو

سوے طیبہ مجھ پر فرمائیے

مرتے دم آپ کا مجھ کو دیدار ہو

تم ہو خیر الہی یا رسول خدا

ہو مجھے کیمیا یا رسول خدا

وصل کی دود ویا رسول خدا

متو ہو حق نہ یا رسول خدا

ہی ہی دعا یا رسول خدا

تم ہو عقدہ کشا یا رسول خدا

کیون ہو مجھ سے خفایا رسول خدا

جی ہو گمراہ کیا یا رسول خدا

یا رسول خدا یا رسول خدا

آپ پرین فدایا رسول خدا	آپکے نام کی رٹ لگی ہو مجھے
ہے مری یہ دعایا رسول خدا	بول بالا مری شاہ آصف کا ہو

تھار کھو مجھ آل و اولاد سے
ہے یہی التجایا رسول خدا

عزۃ محرم ۱۳۱۹ھ

نور الہدیٰ فیہ الوریٰ	شمس الضعی بدرد البجے
یا شافع روز جزا	میری شفاعت تم کرو
ہین آپ فخر انبیا	سب سرفزون ہے مرتبہ
کیا شان ہے صلّ علی	بعد از خدا ہین آپ ہی

بلوآؤ طیبہ میں مجھے

لے دنگیر یکسان

محبوب آپ اللہ کے

بیارہون فرقت کا میں

سہے ذات تیری شانِ ب

دیکھوں تجھے میں مرتوم

بان نہر سائی کیجیے

کیا فخر ہوا دراب مجھے

جب یاد تیری دل میں ہو

اے میرے شاہِ دوسرا

تم ہو ضعیفون کے عصا

ہے آپ سے راضی خدا

اس درد کی کیجیے دوا

میں یہ کہو نگا بر ملا

آئے نظر حبسِ لہو ترا

پہنچیں بدون کے پیشوا

کہلاتا ہوں میں آپ کا

کب ہو خیالِ ماسوا

ہوتی نہیں کچھ بندگی	گھیرے ہیں یہ حرص و ہوا
وہ نورِ سخن کا ترے	خوشید کو کر دے سہا
پاس اپنے مج کو کھینچ لو	میں کاہ ہوں تم کہہ رہا
حل کیجیے عقدے مے	ہیں آپ ہی مشکلات
دونوں جہان میں اک تمہیں	ہو مصطفیٰ اور مجھے
آصفِ بینِ فیروز	دل سے ہے میری دُعا

دشادر کہہ تو شاد کو

حق سے یہی ہے التجا

۳ - ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ

دل میں کب عشقِ محمدؐ مرے پیدا ہوا

ہو گئی وصلِ حقیقی کی حقیقت معلوم

انبیا سارے جلو میں تھو عنانِ گیرِ خرام

گر مئی عشقِ زپھیلانی ہو ایسی خشکی

نیت اور ہمتیں جو فرق ہو وہ ظاہر ہے

ایک قطرِ زمین ہوئی بحر کی ہستی نہان

ہوں گرفتارِ وفا خانہ زندانِ معلوم

مقدمِ سبیل سے دریا کی ہر غلطت پیدا

روحِ جاہلی مدینہ کو زیارت کے لیے

مشکوٰۃ زلفوں کا کس دن مجھے سوا ہوا

شبِ معراج کسی بات میں پردا ہوا

چاند تاروں میں رنارات کو تنہا ہوا

سج زنِ اشک مراد کوشِ دریا ہوا

فہم میں اس کو کب آیا ہے جودا نا ہوا

کھٹ سیلابِ گہر صورتِ دریا ہوا

عاشقِ یار رہا طالبِ دنیا ہوا

قطرہ آبِ کبھی رونقِ دریا ہوا

جسمِ خاکی کو اگر جانے کا یا ما ہوا

شاد نے کث بنایا ترے در کو کعبہ

چہرہ سا کتبے در پر مے ہوئی نہوا

۳- ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ

یابنی ہجر میں دشوار ہے جینا اپنا

اسکا ہر رنگ میں جلوہ نظر آئے گا ضرور

دل حسرت زدہ کی پیاس بھجادی ساقی

نقشِ حُب آپکا ہو جائے جو کندہ دل پر

نشہ عشق سے سرشار ہاکرتا ہو

داغ پر داغ دیے ملے شکر نری مجھ ق

زنج گلا زبنا داغوں سحر سینا اپنا

کھول کر دیکھے کوئی دیدہ بین اپنا

بھر دی ساغر کو مرے کھول دی مینا اپنا

اگرے تسخیر سلیمان کو نگینا اپنا

شغل ہے بادہ تو حید کا پینا اپنا

یوں نکالا خاکِ پیر نے کینا اپنا

سچ ہوا نزل سے شرافت کی توقع ہی نہیں	جو ہر آخر کو دکھاتا ہے کمین اپنا
ہر نفس ذکر میں مشغول ہو جب ہر فرہ	در نہ حق یہ ہے کہ میکا رہے جینا اپنا

نشاد کچھ موجِ حوادث سے نہیں ہو کہو خطر
کہ خدا پار لگا دے گا سفین اپنا

۴۔ جمادی الاول ۱۳۱۹ھ

کیون ہے چین الہی دل مضطرب اپنا	کہ کسی طرح سے قابو نہیں لے سہرا اپنا
جنکو کہتے ہیں محمد وہ ہیں پسر سلطان	جسکو کہتے ہیں مدینہ وہ ہیں کشور اپنا
کیون نہیں روضۂ اقدس کی ریاضتِ تی	کیون بگڑ جاتا ہے بن بن کو مقدس اپنا
اوج پر اپنے نہو بخت کو کس طرح سے ناز	آستانِ شہِ لولاک پہ ہے سراپنا

حلقہ لگیو احمدین پھنسا طائر دل	بڑھکے رتوین ہما سے ہو کیو تر اپنا
پایوسی کی تمنا نہیں نخلی اب تک	کیا ابھی دیکھین دکھاتا ہی مقدر اپنا
کون اٹھاتا ہو کہ ہم نقش قدم کی صورت	در اقدس پہ لگا بیٹھے ہیں بستر اپنا
روے انور کا تصور ہے ہمیں اٹھ پھر	آپکے جلو سے یہ دل ہے منور اپنا
بندے اللہ کو ہیں عاشق احمد بھی ہیں	کس طرح سب کے نہو مرتبہ بڑھک اپنا
نعت گوئی کا شرف ہو خدا نے بخشا	اوج پر نعت ہے یا وہی مقدر اپنا

بندہ معتقد و عاشق صادق ہر شلا

نذر کر سب کی زبان پر ہو گھر گھر اپنا

۷۔ جمادی الثانی ۱۳۲۱ھ

سرورِ شمس الضحیٰ یا نبی بدر الدجیٰ

احمد بے بیم ہے واجبِ تعظیمِ ہی

ناسخِ احکام ہے حجتِ اسلام ہے

باغِ وحدت کا ہر گل اور ہے ختمِ رسل

فرش سے جیشِ پُشتِ خودِ شید و قمر

سیکھوین سے مجمعِ البحرین ہے

خواجہ ہر دوسرا مالکِ ارض و سما

تجھے مفہومِ ہر دل میں جو کہتوم ہے

چارہ آزار ہے عیسیٰ بیمار ہے

عقلِ کل نور الہدیٰ شاہِ دین خیر الورا

صاحبِ التکریمِ ہر مصطفیٰ بعد از خدا

دافعِ آلام ہے وہ رسولِ مجتبیٰ

ہر طرف سے شور و غل اور ہی یہ ہی صدا

ہو گیا تھا جلوہ گر حق نے سب سبھا دیا

رحمتِ دارین سے شافعِ روزِ جزا

گم ہو گا رہنما سب جہانِ کایہ نشا

را از سب معلوم ہی کیا کہوں میں ماجرا

حزبِ جانِ زار ہے ناتوانوں کا عصا

ہے لظاہر مصطفیٰ اور باطن میں خدا ذات سے اسکی شہادت نہیں اصلاً جدا

دیکھو نگار و ضہ ترا سکلے کا پھر حوصلہ جانب لطیفی مرا جاے گا جب قافلا

رات دن ہی بیکلی مل میں میری کھلبلی دیکھو میں تیری گلی اور کہوں صل علی

مشاد کو شادان کرو آپ یہ احسان کرو

مشکلین آسان کرو اسی مرے مشکلا کشا

بڑ گیا ہے پھر مراد و جگر یا مصطفیٰ آپ ہوں بہر خدا اب چارہ گریا مصطفیٰ

آپ کے خسا کیا ہیں رشک مہر و ماہ ہیں پھر نہ کیوں تر بان ہوں شمس و قمر یا مصطفیٰ

ہر مرض وقت کا محک و رات دن چین ہیں کس طرح راحت ہوگی اب بس رہا مصطفیٰ

روحہ اقدس کی دہانی عطا فرمائیے تنگ گیا ہوں پھر تو پھر تے دیدار یا مصطفیٰ

ہونے دو اپنا سفینہ ہی اگر طوفان میں

مصحفِ روئے مبارک کا تصویرِ مدام

آپ ہی کو نامِ شیشِ مس الضحیٰ بدرالجی

اگر کے میں پہنچوں مدینِ نبینِ ابوبکرؓ

کچھ تو بیمار جدائی کو تسلی چاہیے

جس نے پہچانا تمہیں بھولا دہا پڑی آپ کو

دیکھتا ہوں ذری ذری میں جمالِ پاک کو

بہرِ سر پر خاش ہے سارا زمانہ میری سٹ

گرتے پڑتے طرے کو نگا منزلِ مقصد کی راہ

نا خدا جب تم پہ پھر کی یا خطر یا مصطفیٰ

ورد ہے قرآن کا شام و سحر یا مصطفیٰ

آپ ہی کا ہی لقب خیر البشر یا مصطفیٰ

شوق کی لہجائیں مج کو بال و پیر یا مصطفیٰ

خواب ہی میں لیجیے اگر خبر یا مصطفیٰ

با خبر جو ہے وہی ہی ہے خبر یا مصطفیٰ

ہو گئی میری نظر اب پردہ دریا مصطفیٰ

مہربانی کی رہی مجھ پر نطفہ دریا مصطفیٰ

طالعِ بیدار ہو گرا ہے بریا مصطفیٰ

روتی ہے ہر وقت میری خیم پر یا مصطفیٰ

لوگ ہنستے ہیں گناہوں پر میری اور شرم

درد میرا ہے ہی آٹھوں پہر یا مصطفیٰ

یا نبی صل علی صل علی صل علی

ہوا اگر خیم عنایت چارہ گریا مصطفیٰ

درد دل خاصیتِ میان بھی پیدا کری

نشا ہوا اک عمر سے امیدوار یا پیو ہیں

حال پر اُسکے ہو رحمت کی نظر یا مصطفیٰ

ردیف ب

۲۱۔ ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ

اب تک حضور میں نہ ہوئی یاد یا نصیب

میں دور ہوں مدینہ سے فریاد یا نصیب

فریاد کرتے ہیں اب فریاد یا نصیب

پایانہ درد آہ نے کیوں بے اثر نہ ہو

ہم اور اُنکے کوچرین نقش قدم بنیں	اقتاد ہو تو ایسی ہو اقتادیا نصیب
کس طرح اُنکی زلف کی تصویر کھچ سکے	بل کھارہا ہے خاصہ ہیزا نصیب
کہتا ہے شوق لغزش پاس نہ خوف کر	آغاز عشق کی ہریہ اقتادیا نصیب
تشریف لائیں آپ کبھی اُن مکان میں	ویرانہ دل کا میری ہو آبادیا نصیب

تو اور مدینے جاے زہے طالع بلند
مقبول شاد تیری ہو فریادیا نصیب

۴- جمادی الاول ۱۳۱۹ھ

میری والی مرسلوئی مری سلطان عزا	میری محبوب خلیا رے بنی جان عزا
لاکھوں مبعوث پیہر ہو اس عالم میں	کون حضرت سا ہوا شان عجز جان عزا

آپ کے تحت تصرف میں ہیں میدانِ عرب	شہرِ مکی مدنی آپ ہی کہلاتے ہیں
اُسکے دم سے ہی تروناؤ گلستانِ عرب	چمنستانِ نبوت کا وہ ہی سروِ بھی
اور قائل ہیں فصاحتِ فصیحانِ عرب	بلغامانِ گو سارے بلاغتِ کتری
نام سن سن کر اُرتے ہیں شجاعانِ عرب	دھاک و دتیری شجاعت کی ہو ڈیڑھی

ہندی و رومی و مکی مدنی سب ہی شہلا

جانِ دل سی ہیں مطیعِ شریفِ نشانِ عرب

۲۳۔ شوال ۱۳۱۹ھ

مژدہ را حسیجانِ جلدِ سناوے یاز	جو متناسب ہے مری دل کی دکھا دیارب
جلوہ ہر رنگ میں تو اپنا دکھا دے یاز	بانِ بسا یابہ تو حید عطا کر مجھ کو

یہ دعا ہے کہ اگر باد صبا آج آئے	کچھ نویدِ طرب آمیز سُنا دے یا رب
قلب کے ماوشما کے یہ رہیں گی جھگڑی	خوابِ غفلت سے ہمیں جلد جگا دے یا رب
فا خدا تیرے سوا کوئی نہیں ہوا اپنا	بحرِ عصیان سے ہمیں پار لگا دے یا رب
مے تنہا کہ مدینہ کی زیارت کر لوں	اپنی محبوب کا تور و ضنہ دکھا دے یا رب
زندگی ہی میں چکھا دیں تو حید ہمیں	یہ لگی دلی جوہر اسکو بچھا دے یا رب
نابش مہر قیامت کی ہمیں تاب نہ ہین	دامنِ احمدِ رسول کی ہوا دے یا رب
دین و دنیا میں کہیں ہو نہ مری رسوائی	عیبِ جتنی ہین مری اُنکو چھپا دے یا رب
موت کے اینکا کچھ خوف نہیں ہی مجھکو	تو دینے میں اگر حکمِ قصا دے یا رب

مرضِ ہجر کا بیمار ہے یہ سی پینشا

دارود مسل محمد سے شفا دیوایا

دلایف پ

۱۲۔ ذیقعدہ ۱۳۲۰ھ

سُوے طیبہ مجھے بلوائیں آپ	یا کبھی خواب ہی میں آئیں آپ
پئے دیدار ترستا ہوں میں	جلوہ اپنا کبھی دکھلائیں آپ
بندہ پرور کی کریمی — ہے یہ	ہم گنہگار ہوں شر مائیں آپ
آزنی کہنے کی طاقت نہ رہی	اب تو خادم کو نہ ترسائیں آپ
دین و دنیا کی ہو دولت حاصل	یا نبی گر مجھے بلجائیں آپ

شاد کے حال پہ اتنا ہو کر کم

وہ جو ان کے اُسے دلوائیں آپ

ردیف ت

۳۔ ماہ ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ

واعظائے تیرے لیے ہے یہ جنت

کہ نہیں طالبِ ہوائی کو یہ دولت جنت

کیون نہ ہوا اپنے لیے گوشہ جنت

کہ دکھاتی ہو یہی صورتِ محد جنت

پھر نہ ہرگز وہ کہیگا ملے جنت

کس طرح ہوگی بھلا بسترِ جنت

کیا کرے لیکے جو ہو عاشقِ حضرت جنت

کیا کریں لیکے مکانِ گرنے ملے ہو مکین

دل کے داغوں نے کھلایا ہو جس بعدِ وفا

جنبشِ تارِ نفس سے ہر صدا ہو ہو کی

ماسوا سے غرض انسان نہ کہیگا اگر

حسرت افزا ہے محمد کی جدائی یارب

جسکو ہوا اپنے گناہوں سے نجات حاصل
کھینچ لیگی اُسے دوزخ سے بالفحشیت

جسکو حاصل ہو دینے کی زیارت لیل
اسی طاعت کے عوض ہو گی عنایت

بیٹھ کر شاد کرو گوشتِ شرین اللہ اللہ

ہل ہی جائیگی تہین روزِ قیامت

ر ا ل ی ف ث

۱۰ ذیقعدہ ۱۳۲۰ھ

مہراج معرفت ماہِ رسالت النبیات

روضۃ قدس کی ہر جائی زیارت النبیات

النبیات اور شافع روزِ قیامت النبیات

یائے جمین ہوں بھر زیارت النبیات

تا بکے محرومی قسمت کا میں شکوہ کروں

آپ ہی کا ہے وسیلہ عاصیوں کو خاطر

کیا کروں جنت کو لیکر آپکا عاشق ہوں	ہر قسط دیدار کی خادم کو حسرت الغیث
دیر کیا ہو آئیے بخشش کا مزدہ دیکھیے	آپ کی ہر ذاتِ حمت بھر اُسٹ الغیث
تپکے در کی گدائی فخر ہے میرے لیے	کیا کروں میں لیکر شمت اور شکوت الغیث
کہتے ہیں اکثر مسلمان مجھ کو کافر یا نبی	مجھے تہمت ہر تہہ میں اہل شرعیت الغیث
میرا مسلک اور ہوا اور انکا مذہب اور آج	کیا یہ جانیں گے بھلا ر مزار طہیت الغیث

گو ہر مقصود جو ہے نسا کی آجائے ہاتھ
چو ش زن ہو جلاب دریا و رحمت الغیث

ادیف ج

۱۲- ذیقعدہ ۱۳۲۰ھ

بزم توحید کے تم ہی ہو سراج

اسلیے آپ میں سب کے سراج

درد دل کا مرے ہو جائی علاج

دل مرا بنگیا بجے تواج

ملکِ دل چرخ کے ہاتھوں تاراج

عشق بازوں کو لیے ہے معراج

کیا کہوں کیون ہی پریشان مزاج

آپ کے ہاتھ میں ہے میرا علاج

ہے نبوت کا تمہارے سترج

کہتے ہیں آپ کو سب ختمِ رسل

درد مندوں کے مسیحا ہیں حضور

جوشِ زن آپ کی الفت یہ ہوئی

الغیاث اے مری سلطان کہ ہوا

مومنو موت جسے کہتے ہیں

کیا کروں عرض میں دل کا احوال

آپ سے حال نہیں پوشیدہ

دلِ ناشاد کو اب کیجیے شاد

بس اسی بات کا میں ہوں محتاج

غزہ ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ

تھا عرضِ پُر حدت کا تماشا شبِ معراج

تھی شانِ خدا شانِ علی شبِ معراج

سامان ہوے جبکہ مہیا شبِ معراج

عالم پہ ہوا حل یہ معنا شبِ معراج

آئینہ عرفان میں جو دیکھا شبِ معراج

اس روز کو اس بچید کو پایا شبِ معراج

اُسکو بھی محمدؐ نے چکایا شبِ معراج

کیا تم سے کہوں راز کہ کیا تھا شمعِ معراج

احمدؑ پہ کھلا عقدہ احد کا شبِ معراج

حاضر ہوئے لینے کیلئے آپ کو جبریلؑ

کہتے ہیں احد کسکو کسے کہتے ہیں احمدؑ

خود غوات ہی تھی احمد و محمود و محمدؑ

کہتے ہیں بسیط اُسکو کہ ہو جزو نہ اُسکا

جھگڑا تھا جو دنیا میں ازل اور اب کا

کہتے جسے عرفان میں معراج ہی ہے

اک قریب ایض ہو درگاہ قرب نوافل

تھے سارے نبی ساتھ محمدؐ کو جلو میں

یکفات ہو ہو جائے اُسی کہنہ میں توحید

توسین کا تھا فرق خدا اور بتی میں

ارواج کا اجمال تھا افلاک اس شب

خورشید کے مانند عیان ہو گیا سب کچھ

مَنْ يَنْتَهِ إِلَى الْإِيْنِ وَالْحَاصِلِ فِي الْبَيْنِ

عاشقِ محمدؐ احمد کا نہیں کہتے مسلمان

حضرتؐ کی وہاں جا کر چلا باشب معراج

یہ دونوں کرد و نونؐ کی کجا باشب معراج

الیاسؑ خضرؑ عیسیٰؑ موسیٰؑ شب معراج

تھامیہ ہی فقط ایک نتیجہ باشب معراج

حائلِ نرہ کوئی بھی پر باشب معراج

وحدت میں تھا اکثر شکامنا شب معراج

کچھ بھی نہ رہا آپؐ سے رخصت باشب معراج

اسؐ مرکزِ ظاہر ہوو معنیؐ شب معراج

وے آکے گواہی تو خدا را شب معراج

یہ رمز یہ اسرار ہیں ای شاد سمجھ لے
بندہ ہی حقیقت میں تھا مولیٰ شب معراج

ادیف-ح

۱۸- ذیقعدہ ۲۰ ۱۳۱۵ھ

بطحی کو جانیکے لیر سے تیری کیا صلح
ای بقیر ا دل تو خدا را بتا صلح

میرا شفیق تیرے سوا اور کون ہے
کوئی بھی مجھ کو دیکھ نہ تیری سوا صلح

دکار خیر حاجت ہیج استخارہ نیست
واعظ سے جا کر کیا نہیں پوچھتا صلح

سوے مدینہ کھینچ رہا ہے خیر بقیق
ای دل بتا تو کوئی بھی نہ خدا صلح

دور راہ کو کنسی ہے جو ہو ایک دم میں طر
مجھ کو خضر جو ملے تو میں پوچھتا صلح

ہر چند چاہتا ہوں کروں ضابطہ اضطرار
پر دل کا کیا علاج ہی نا صحتا صلح

پیرِ مغان سے چلکے کرو نشاِ مشو

مجھ کو یقین ہے کہ وہ دیگا سب اصلاح

دایف - د

۲۔ رمضان ۱۳۲۵ھ

اعلیٰ سے بھی اعلیٰ ہی یہ کارِ محمدؐ

پھولوں سے بھی نازک ہیں یہ سیارِ محمدؐ

جو ہر دو جہان میں ہو خدیوِ محمدؐ

راحتِ ہر اک کے لیے آزارِ محمدؐ

یہ گلشنِ ایجاد ہے گلزارِ محمدؐ

اتدکا دربار سے دربارِ محمدؐ

شرائین نہ کیونکر چمنِ خلد کو چنے

طاقت ہو بھلا کس کی بجز خالقِ اکبر

اس واسطے ہیں دروِ محبت کے طلبگار

میں پھول اسی باغِ کسبِ فروز

<p>تسزین کچہ اور تہذیب میں کچہ اور جو بندہ کہیں خاص عیبتوں کچہ وحدت کا جو طرہ ہوا نہیں کہہ دینا</p>	<p>انکار خدا کیوں نہ ہو انکار محمد ہر کوئی نہیں جانتا اسرار محمد ہے تاج نبوت کا سزاوار محمد</p>
<p>اللہ سمجھ کر جو کرے سجدہ بجا ہے کا فر نہیں ہے شاد پرستار محمد</p>	
<p>۲۔ رمضان ۱۳۲۵ھ</p>	
<p>رضا خدا ہی رضا ہے محمد محمد میں اصحق میں اصل نہیں منق وہ ہر شخص تو عکس نکلی ہی ہے</p>	<p>شنا خدا ہی شنا ہے محمد تقائے خدا ہی تقائے محمد بقائے خدا ہی بقائے محمد</p>

صدائے خدا ہے صدائے محمدؐ

گھلا عقدہ قرب نوافل کا دل پر

گدائے خدا ہے گدائے محمدؐ

شہنشاہ اک ہو مگر نام دو ہیں

قبائے خدا ہے قبائے محمدؐ

وجود ایک ثابت ہو واجب پھر کیا

ندائے خدا ہے ندائے محمدؐ

نہ سمجھو اسے نیز بانِ شاہر گز

ادیف ذ

۲۔ رمضان ۱۳۲۵ھ

تیرے سودا کی کوہِ وحشت لہند

یا محمدؐ سے غم الفت لہند

آنکو ہر دم ہے فقط حیرت لہند

دیکھو والے جو ہیں صورتِ تری

ہو انہیں کشاکشِ عظمت لہند

بنگئے ہیں جو تری در کے فقیر

<p>چاہن والو نکو تیرے یا حبیب</p> <p>ہو گیا جب بادۂ الفت حلال</p> <p>جس کا تکیہ ہے تو کل اے خدا</p>	<p>ہو نہ کیونکر عشق کی دولت لذت</p> <p>کیون ہو میں خوار و نکو پھر حرمت لذت</p> <p>ہو اہنین کیون خوبی قسمت لذت</p>	
	<p>عشق کے اے شاد جو قیدی ہو</p> <p>کب اہنین ہے مذہب ملت لذت</p>	
	<p>زلیف سر</p>	
	<p>۱۶ رذی الحجہ ۱۳۱۸ھ</p>	
<p>مر کے عاشق جو سو خلد گزین بنکر</p> <p>عشق میں زلف محمد کر مر جان چلی</p>	<p>ناز کرنے لگی ہر چہ رہا گن بنکر</p> <p>یہ پری اڑ کر مجھے ڈس گئی ناگن بنکر</p>	

ہونہ آلودہ کہین جامہ ہستی تیرا
پہچھو لپٹی ہو یہ دنیا تری پاپن بنکر

آرزو نغمہ سرائی کی ہو وصفِ شہین
باغِ شیربہین رہون طائرِ گلشن بنکر

نظرِ لطف نے اور شافعِ روزِ محشر
ڈھانپ سب میرے گنہ سایہ دامن بنکر

دمِ گرم یہ جو ترانہ نامِ جہون یا سولا
کامِ دین اشکِ سلسلِ مرعور بنکر

عشقِ احمد جو مجھے تہا تولدِ مین چمکا
میرا ایمان چہ سرغِ تہ دامن بنکر

تہا دمِ نزعِ تصور جو مجھے حضرت کا
خلد کو روح گئی میری سہاگن بنکر

اپنی مجھ کو مدد ہو تو بچوں گا ورنہ
یہ فلک پہ چھپے پڑا ہو مرے دشمن بنکر

خاک ہو زیرِ چین شادِ دینی کی اگر

محشر کے روزِ نظر آئے وہ چندن بنکر

۲۴ ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ

پاگئے اللہ کو ہر دم مصطفیٰ کو دیکھ کر	وہ محمد جسے باتین کین خدا کو دیکھ کر
سورہ واللیل کا حافظ ہوا اکلات میں	یا نبی میں آپ کی زلفِ دو تا کو دیکھ کر
آپ کے قدموں سے دوری اب نہیں بھائی مجھ	رحم کچھ فرمائی میری وفا کو دیکھ کر
کچھ تشفی ہو گئی ہے خاطرِ ناشاد کی	آج خوش ہو مل مرا بادِ صبا کو دیکھ کر
رہنمائی کرتی ہے خود عشق کی وارفتگی	بیٹھ جاتا ہے مراد دل رہنا کو دیکھ کر
اے جنوں ہو کس قدر جامہ درسی میں تنگ	ہاتھ چلتے ہیں مری سب قبا کو دیکھ کر
دید ہاے منتظرین کون ہو گرم حرام	کیون یہ حیران ہو گئے نقشِ پا کو دیکھ کر
دعویِٰ راستگی پھر عشقِ وام زلف بھی	خویر دہشتی ہرین میری اس خطا کو دیکھ کر

کھل گئیں آنکھیں مری روز جزا کو دیکھ کر

آرزو کرتے ہیں پوری دعا کو دیکھ کر

آگئی سب یاد مجھ کو جیتی جی کی معصیت

جس طرح نیت ہو جسکی اس طرح تیرا

کیون بلی کہہ کر بلا میں پھنس گئی آنکھیں

یاد آیا فترہ قالو بلے کو دیکھ کر

۳۔ شوال ۱۳۱۹ھ

بلبل پہ ہر ستم کہ ہے وہ چین ہو دور

میں چارہ یہ غریب سے اپنی وطن ہو دور

پروانہ ہو کے حیف ہی انجمن ہو دور

ہو جاؤ گنا بھلا میں کب اپنی سخن ہو دور

افسوس یہ فقیر ہوشاہ زمن ہو دور

انسان کو اس جہان میں چین آئی کس طرح

عاشق ہو شمع روئے محمد کا دل مرا

جب میں نہ کہہ دیا کہ تمہارا غلام ہوں

سنبل کو اسلیوے ہر گلستان میں چچ ونا	رہتا ہے انکی رازف شکن شکن سر دور
یون بجاگتا ہوں دُور خیالِ دُورنی سیر	رہتا ہے جسطرح سے کوئی راہزن سر دور
دلین خیالِ یاد ہو اور دستِ مین بکار	ہو تو مین اہل فن بھی مین اپن سر دور
ڈرہ کہ بعدِ مرگ بھی وحشت نہو مجھے	احباب میری لاش کو کھین کفن سر دور
کس طرح سر ہو جامہ ہستی پا اعتبار	اکدن یہ روح ہو گی ہمارے بدن سر دور
پہو پونگا جب نی تو مصرع پڑ ہو گامیہ	نزدیک ہوں وطن سر مگر ہوں کن سر دور

فضل خدا سے شاد و تخلص ہو نسا کا

کس طرح یہ رہیگا نہ رنج و محن سر دور

دلایفِ مری

۲۔ رمضان ۱۳۲۵ھ

نبوت کو ہے جیسے حضرت پہ ناز	مجھے آپکی ہے محبت پہ ناز
تجھے چارہ سازی پہ ہے چارہ سنا	مرے دلو کو ہے درد الفت پہ ناز
مجھے ہے ستار محبت کی قد	تو نگر کو ہو جیسے دولت پہ ناز
شجاعت پہ دل کی مجھے ناز ہے	اگر ہے بہادر کو ہمت پہ ناز
ترے حق پہ خود ہے حیرت نثار	اگر آئنے کو ہے حیرت پہ ناز
مجھے اپنی زندگی کا ہے افتخار	اگر شیخ تجھ کو ہے ملت پہ ناز

دل و جان سے حضرت کا عاشق ہوں شیدا

مجھے کیوں نہ ہو اپنی قسمت پناز

ردیف س

۴۔ رمضان ۱۳۲۵ھ

جز عشق اور کیا ہے دل مبتلا کر پاس	رہتی ہرانی جان ہول خدا کے پاس
کہتا ہے بار بار یہی مجھ کو شوق دید	اٹھو چلو دینے کو اب مصطفیٰ کے پاس
حاجت برائی گی دل امیدوار کی	عرضی ہو چنگیزی جو شبہ دوسر کے پاس
معراج جب ہوئی تو یہ کہتے تھے انبیا	ہر آج آشنائے کا قیام آشنا کے پاس
عقدہ نہیں کھلا شب معراج کا ہرین	فرمایا کیا خدا نے نبی کو بلا کے پاس
کیون بتلا ہو عاشقو در دگت لہین	اسکی دوا ہر شافع روز جزا کے پاس

عقدہ کی کھلین گرشاد توجہ سے آپ کی

تدبیر اسکی ہے مری مشکلا کشا کر پیں

ردیف ش

۴۔ رمضان ۱۳۲۵ھ

مشتاق کو ہے احمد مختار کی تلاش

رحمت کو ہے خدا کی گنہگار کی تلاش

ہمت کو میری ہے رو دشوار کی تلاش

ظاہر روز و شب اسو ہے یار کی تلاش

کب آشنایا کہ ہوتی ہے غایب کی تلاش

رہتی ہے اسکو روز و دل آزا کی تلاش

دلدادہ ہوں میں مجھ کو ہر دلدار کی تلاش

ہے عاصیوں کو واسطی فرزدہ بغیب سے

جاتا ہوں دُور دُور کے کوچ میں عشق کو

بر باد میری خاک نہیں ہے پس فنا

جو جانتا ہے اسکو اسکی کسی سو کام

جسکو پسند در محبت ہو عاشقو

کس کو یہاں ہر جُتیبہ دوستار کی تلاش	خلعتِ گلیم کا ہمین دل سے قبل ہر
ہے مجبور و زو شبِ درِ شہوار کی تلاش	روتا ہوں روزِ اس لیے زار و نزار میں

پایا ہے جسکو میں فراسے جاتا ہوں شلا
تھی اک زمانہ سے اسی سکر کی تلاش

ردیف ص

۱۲۔ رمضان ۱۳۲۵ھ

مر سے تاملے ہیں ہو یا رب اثرِ خاص	کہر کہ ہیں شاہِ دینِ مجسمہِ نظرِ خاص
نبی آدم میں ہیں پیغامِ سرِ خاص	اور انِ خلصوں میں ہیں خیر البشرِ خاص
جہاں پہونچے وہیں بسترِ جمایا	فقیروں کا نہیں ہے کوئی گھرِ خاص

ملاش خضر ہمسکو کیلئے ہو

ادائیں سب ہن گودل لینے والی

جبین سائی کا بے گریٹف اٹھانا

وہ کہتے ہیں مری آنکھوں میں آکر

خیال طیبہ میں خود رست ہونا

کہیں کیا لطف درد و داغ کا ہم

نہ کیوں ہوں ذکر میں مصروف طائر

رہے ہر وقت لب پر یا محمد

تصور آتا جاتا ہے نبی کا

کہ شوق اپنا ہے اپنا راہبر خاص

مگر شک ہے نگاہ ناز پر خاص

تو ہے اسکے لیے حضرت کا وخلص

یہ گلیاں ہن ہماری رہ گزر خاص

یہ ہے عشاق احمد کا سفر خاص

یہ نخل عشق کو ہن دو شمر خاص

کہ سب قوموں میں ہر وقت سحر خاص

یہ ہے تیغ حوادث کی سپر خاص

ملا کے شاد ہو کو نامہ بر خاص

مدینے میں کیا ہے یاد شدہ نے

ملی لے شاد دل سو یہ خبر خاص

دلیف ض

۵۔ رمضان ۱۳۲۵ھ

آنے کو ہے سکندر سے غرض

میرے سر کو ہی ترے در سے غرض

مال سے کیا کام کیا ز سے غرض

کب نکل سکتی ہے کوثر سے غرض

آسمان کو اپنے چکر سے غرض

دل کو ہے اوکے پیہر سے غرض

سجدہ گا ہین اور بھی ہو نگلی مگر

دولت عشقِ نبی درکار ہے

تشنہ دیدار ہون میں آپ کا

کیا خیر مسکو کہ سکتے چلے

دہ قد بالا رہے پیش نظر	کیا ہمیں سرو و صنبور سے غرض
اے فلک ماہِ عرب کی ہر تلاش	ہو کو تیرے ماہِ اختر سے غرض؟
دل کو اپنے یادِ حضرت سے ہے کام	لب کو اپنے ذکرِ سرور سے غرض
عرصہٴ محشر میں ہر ذی روح کو	ہے شفیقِ روزِ محشر سے غرض
سہے لب و دندانِ حضرت کا خیال	لعل سے کچھ ہر نہ گوہر سے غرض
جیب کو دستِ جنوں سے کام ہی	آستین کو دیدہ تر سے غرض

رَس بھری آنکھوں کا متوالا ہی شاد

اُس کو کیا صہبا و ساغر سے غرض

ردیف۔ ط

۵۔ رمضان ۱۳۲۵ھ

<p>آنکھ روئے سبزبان آہ و فغان سے ارتباط کیونکہ کہیں ہم تمہاری پاسبان سے ارتباط جیسے ہو بلبل کو اپنی آشیان سے ارتباط جیسے ہو قمری کو سر و بستان سے ارتباط ہی بظاہر آپ کو سارے جہان سے ارتباط تیر کو دیکھو کہ رکھتا ہے کمان سے ارتباط فصل گل سے ہے کبھی فصلِ ناز سے ارتباط جو کہیں ہو اسکو لازم ہے کمان سے ارتباط</p>	<p>ہمچہاں رکھتا ہے دل درو نہان سے ارتباط سنستے ہیں قیسِ حزن کو تھا گیلیلی عز گلشنِ طیبہ سے میری روح یوں مانوس ہے قاسمِ ندانِ حضرت پر ہر دل یوں شلیفیت در حقیقت محو ہیں دل سے خدا کی باتیں نوجوانوں کے لیے ہر فرضِ صحبت پیر کی باغِ عالم کو نہ دیکھا چار دن اک وضع پر یادِ احمد کیوں نہ آئے میری لہجہ میں بلبل</p>
--	--

رہروانِ عشق سے مجھ کو تعلق ہو پوہن	جیسے گردِ کاروان کو کاروان سے ارتباط
رحمۃ للعالمین کو کیوں نہ سب مباح ہوں	رحمتِ حق کو ہو اُن کو مباح حوائجِ ارتباط
چار بیسے مل جُل کر رہنا گلشنِ ایجاہن	سر و گل سے دوستی ہو نجبانِ ارتباط

آپ ہی کی یاد میں ہر وقت استغراق ہو
شلا کو مطلق نہیں ہوا میں آں سے ارتباط

ردیف۔ ظ

۵۔ رمضان ۱۳۲۵ھ

پند تیری سُنوں میں کیا واعظ	ہے محبت مری غذا واعظ
ذکرِ حورو و قصورتا بکج	وصفِ محبوب کچھ سنا واعظ

ہرچہ مطلوب منزل مقصود
 کیا کر لیکے تیری جنت کو
 یادِ احمین بخودی تھی مجھے
 مشربِ عشق اور ہی شے ہے
 دیکھ کر آج میری مستی کو
 چاہیے حال پر ترس کھانا
 قصدِ طوبٰی مزارِ اقدس ہے
 میں قنانی الرسول ہو جلوں
 مے الفت تو اُس نے پی ہی نہیں

لے دینے کا راستا واعظ
 درِ محبوب کا گدا واعظ
 کھوئے دیتا ہے تو مر واعظ
 تو نہیں اسکو جانتا واعظ
 آپ بھی مست ہو گیا واعظ
 مغز کہتا ہے کیوں مر واعظ
 اس میں ہے رای تیری کیا واعظ
 بات ایسی کوئی بتا واعظ
 کیا ہو لذت سے آشنا واعظ

شاد ہوت بادہ توحید

تو سمجھتا ہے اسکو کیا داغ

ردیف - ع

۶۔ رمضان ۱۳۲۵ھ

نالہ کرتا ہوں تو ہوتی ہے محبت مانع

کیا کروں بس نہیں چلتا کہ قہر مت مانع

ہوگی اسمین کوئی اللہ کی حکمت مانع

سیر گزار سے ہوتی ہے طبیعت مانع

ہوگی تعمیر سے حضرت کی شفاعت مانع

چٹکے بیٹھوں تو ابھی ہو غم قوت مانع

شوقِ پاؤں یہ کہتا ہو کہ چل شرب کو

آپ نے سکو بلایا نہ کیا یاد مجھے

مین ہوں اور آٹھ پہر کو محمد کا خیل

بخشے جائیں گے قیامت میں گنہگار تمام

سنتے ہیں حشر میں بڑی دہیات ہوگی	خوف یہ ہے کہ نہو پر دہ حیرت مانع
دلکا آئینہ دکھاتا ہے شیعہ احمد	شرط یہ ہے کہ نہو گرد و کدورت مانع
آپ کی یاد میں ہر دم مجھے مشغولی ہے	رغبت حور نہ ہے خواہش حبت مانع
لیچلے تھے مرے اعمال سونار مجھو	ہو گئی دوڑ کے اللہ کی رحمت مانع
ہے جہنم شوق وہ طیبہ کو چاہیں	ضعف ہوتا ہے نہ ہوتی ہے فلاکت مانع

نعت کے باغ لگاتا میں ہزاروں اشجار
مجھ کو ہوتی نہ اگر تنگی فرصت مانع

دلایف غ

۶۔ رمضان ۱۳۳۵ھ

جو حضرت نے محبت کا دیا داغ

نشانی میں سمجھتا ہوں کسی کی

کفِ پائے نبی کا ہو کے ہمسر

یہ دونوں عشق کو تھے ہین لیکن

خیالِ روئے احمد کا ہے فیض

ندامت نے مجھ بیان تک رکھ لایا

جنون میں پوچھتا ہے کون رہ کو

صبا کیا فصل گل آئی چمن میں

ترے تلووں سے دیتے ہسکو تشبیہ

میں سمجھتا ہے چراغِ مدعا داغ

پنہ چھو تم مزہ دیتا ہے کیا داغ

یہ پھل پایا کہ لالے کو ملا داغ

مرے میں درد سے ہی کچھ سوا داغ

چمک کر مہرِ انور بن گیا داغ

کہ دل سے معصیت کا دھو گیا داغ

یہی دو مہربان ہیں درد یا داغ

ہر کیون ہو گیا سو کھسا ہوا داغ

جو مٹجا آریخِ مہتاب کا داغ

رہے یارب سدا چھو لا پھلا داغ

یہ بودینے لگا عشق نبی کی

تو سب کہہ دیا دل کا ما جرا داغ

مرے دلو اگر حضرت نے دیکھا

جب آیا ہکو طیبہ کا چمن یاد

ملا اے شاد دلو اک نیا داغ

ردیف

۷۔ رمضان ۱۳۲۵ھ

یوسف سی پھر رہے ہیں خدیا ہر طرف

ہے آپکی جو گرمی بازار ہر طرف

چھائے ہوئی ہیں آنکھیں انوار ہر طرف

دیوار و در پہ گلشن و صحرا پہ چرخ ہر

پیش نظر ہے خلد کا گلزار ہر طرف

کوچہ نبی کا یاد ہوتا ہے بار بار

آئے نظر تہا رے گنگا ہر طرف	جنت میں جا کر رہنے جو دیکھا اور ہر طرف
پھرتے ہیں اب تو شہنشاہ ہر طرف	اے بحرِ حسن کیجیے سیراب خلق کو
زلفِ رسول کے ہیں گرفتار ہر طرف	قیدی تو بیشمار ہیں زنجیر ایک ہر
مثلِ کلیم طالب دیدار ہر طرف	دیتے زبان جو آپ تو اتے بھی نظر
یاں بھی ہیں آپ کی جگر افکار ہر طرف	کہتا ہوں دل یہ دیکھ کر پھولوں کو بدن عین
سرکارِ حسن کے ہیں نمکخوار ہر طرف	آج کہہ میں یہ وہ باب ہیں رومی ملیج ہر
بہتر ملاش احمد مختار ہر طرف	دیوانہ وار پھرتے ہیں عشاق راہِ دین
اُس حشیمؑ نگین کو ہیں بیمار ہر طرف	زرگس چمن میں اور ہر کوہِ دشتین

کہہ کہہ کے شہرِ نعت محمدؐ میں شاد

کیا کیا ٹٹائے گوہر شہوار ہر طرف

ردیف - ق

۷۔ رمضان ۱۳۲۵ھ

تمہارے واسطی کیا بقیہ رہی عاشق

نگاہ لطف کا اسیدوار ہی عاشق

جو تم ہو پھول چین کو توخار ہی عاشق

خزان کی فصل میں باغ وہاں ہی عاشق

کہ اُن پر رحمت پروردگار ہی عاشق

جنون زدہ ہے مگر ہوشیار ہی عاشق

کبھی تپان ہو کبھی شکبار ہی عاشق

صبا یا اس شہِ خوبی سے عرض کرو نیا

غریب چھوڑ کے قدم تو گواہ نہیں سکتا

چمن کہلا ہی جو داغِ جگر کے پھولوں کا

وہ شانِ ہوشِ لولاک کے غلاموں کی

جو دو جہان کا میسجاسپہِ مبرا ہی

رسولِ پاک کی الفت میں چور رہتا ہوں	یہ مست ہی نہ کوئی بادہ خوار ہے عاشق
خدا کرے کہ ہومیری طلب میں سے	اسی خیال میں لیل و نہار ہے عاشق
جو قافلہ کوئی راہی ہو اندھینے کو	تو ساتھ ساتھ مثالِ غبار ہے عاشق
وہ شہسوار عرب میں وہ ماجدِ اعجم	خدا نگِ ناز کا جن کی شکار ہے عاشق
دکھا کے روئے منچو چٹائی غم سے	اسیرِ نیچے شہبازے تار ہے عاشق

مری نظریں وہ شمعِ جال ہیں جیسا
کہ مرغِ سدرہ بھی پروانہ وار ہے عاشق

ردیف

۱۷- ذی الحجہ ۱۳۱۹ھ

ہجرین آپ کے ہم شور مچائیں کبتک	رنج و غم در دوالم دل پہ اٹھائیں کبتک
میری بگڑی ہوئی قسمت کو بنائیں کبتک	دیکھیے وہ مجھ تو شکل اپنی کھائیں کبتک
وصل کی آس میں ہم اکومنائیں کبتک	روٹھنا دل کا قیامت ہری وقت میں
ہم متاع دل و جان اپنی ٹمائیں کبتک	مفت بھی اسکو نہ لڑ کوئی تو پھر کیا کجے
دل بیتاب کو ہاتھوں سے دبائیں کبتک	رہ گیا آج تو کل سینے سے نکلیگا کافر
طالب یار میں جنت میں بجائیں کبتک	اے فلک روک نہ تو کوچہ احمد سے ہیں

زردی رنگ ہو دیتی ہر خوشگلی لب
نساہم عشق کا آزار چھپائیں کبتک

ردیف ل

۲۲- رمضان ۱۳۲۵ھ

کر تا خوشی سین شد دین نیشار دل

ہو کیون نہ رونق چمن روزگار دل

ہی مست اسی خیال میں لیل و نہار دل

کسکے خدنگ ناز کا ہوتا شکار دل

اللہ نے دیا مجھ بایں و بہار دل

یار بے چاہتا ہی مراد اعدا دل

میں غمگسار دل مہون مرا غمگسار دل

ہوتا نہ اسطرح سہرا بیکرار دل

دیتا جو روزِ اک مجھے پروردگار دل

عشقِ حبیب پاک میں ہوا اعدا دل

گیسو کی یاد ہی کبھی عارض کی یاد ہی

لے شہوارِ عرصہ طیبہ ترے سوا

داغون کو زمین پھول ہیں پل آلودگی میں

قتیل بن کر و غنہ حضرت پین جلوں

پروا نہیں اگر نہیں کوئی شریکِ حال

ملتی مجھے جو دولت دیدارِ خواب میں

محبوب کو ہے باعث ناز پنی دلبری	عشاق کو ہوا یہ صد افتخار دل
چلکر درِ رسولؐ پہ بسترِ جایی	دیتا ہے یہ صلاح مجھ بار بار دل

لوگوں نے دل جو نکیر آپ نے کہا
ہم کو پسند شاد کا ہے تیرا دل

ردیف - م

غزہ - ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ

فرقت کر صدی ہند میں کہ بتا ٹھانیں ہم	جی میں ٹھنی ہو یہ کہ مدینہ کو جائیں ہم
اپنی نظریں جو ہو تعین ہو شان ہے	کس طرح ایسی راز کو ظاہر میں لکھیں ہم
کحل البصر و خاک مدینہ کی اوی صبا	لا دی خاکہ آسمون میں اُسکو لکھیں ہم

ہے آرزوے دل بہن بترجائین ہم

چلکر دینے حال سب اپنا سنیں ہم

دریا ہے اسکو زمین کسطح لائیں ہم

پھر کسطح سے دل یہ تونہ لگائیں ہم

کس طور سی وطن کو بجلا پھر بجائیں ہم

دزات تجھ کو دیتے ہیں دسی دھائیں ہم

امید گاہ خلق سے دہیز آپ کی

ہو بخت ساز گار تو پھر دیکھیے کا لطف

یہ حدت الوجود کا مشکل ہے مسئلہ

آئینہ دار حق بہن ولایت خدا کی ہر

مثل مسافر آگئے بہن اس جہان میں

اے آرزوے وصل تری عمر ہو دراز

دنیا کے کاروبار سی فرصت نہیں شہلا

دل تو یہ چاہتا ہے مدینی کو جائیں ہم

دلایف-ن

۴ رجب ۱۳۱۸ھ

مرے دردِ دل کی سہے داستان کہوں جو تم سے تو کیا کروں

کہ تہین تو ہو مرے مہربان نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں

یہ غمِ عالم کی مصیبتیں یہ جھائے چرخ کی آفتین

جو گزر رہی ہیں وہ جانِ جان نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں

مرے بیکسی مری بے بسی مرے دلکا دکھ مرا حالِ غم

نہیں کوئی سنتا شہرِ شہان نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں

کہو رحم اب مرے حال پر مرے مہربان مرے دستگیر

کہ غمِ عالم سے ہوں نیمجان نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں

دم نزع آکے مدد کرو مریسٹرا پار لگا ہی دو

کہ پڑا بھنور میں ہوں الا مان نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں

ہے فشار قبر و سوال سخت نہیں اب سہارا کوئی مجھے

نہ دہان تھا چین نہ ہے یہاں نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں

دم واپسین ہے مدد کرو مری کسی میں خبر تو لو

کہ رہا ہوں میں پس کاروان نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں

مرا حال دیکھ لو یا سنو مرے درد دل کی دوا کرو

نہیں تاب ضبط غم و فغان نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں

جگر آہ سے ہے پھیکا ہوا قلب دل سے سینہ جلا ہوا

نہ لگا دے آگ مری فغان نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں

وہم نزع نام خدا کا لون رو راست سے نہ ذرا چھروں

کہ بڑا کڑا ہے یہ امتحان نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں

یہ ہے عرض شاد کی یا نہتی رہے دو جہان میں سلامتی

مہتہین خلق کے ہو گناہبان نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں

۴۔ جمادی الاول ۱۳۸۱ھ

جن پر فدا ہیں میری دل و جان یہی تو ہیں

سو گند کعبہ قبلہ ایمان یہی تو ہیں

میرے معین اور نگہبان یہی تو ہیں

دیکھو رسولِ حضرت سبحان یہی تو ہیں

پہنچے جو عرش پر تو فرشتوں نے یہ کہا

محبوبِ حق شفیعِ ائمہؑ انبیا

سر سبز کس طبع ہو گلزار معرفت

کیونکر فروغ ہو نہ رسالت کی جرم کو

روضہ میں باریاب جو ہو نگاہوں کا مین

جنگلے مطیع حور و ملک جن دانش ہیں

ہیں جنگلے آستان پہ لاک بھی چھہ سا

صل علی کہ چرخ چہارم پہ سر سے غیل

وہ چارہ ساز کون ہے جس سے ہوں چاہو

ہیں آپ ہی تو باعث تکوین و جہان

مژگان پاک دیکھ کر کہتے ہیں جان نثار

وحدت کے باغ کر گل خندان ہی تو ہیں

اس انجن کو شمع فروزان ہی تو ہیں

جب کا ازل سے تھا مجھ ارباب ہی تو ہیں

سرتاج خلاق و فخر سلیمان ہی تو ہیں

فخر رسل محمد زیشان ہی تو ہیں

درود دل مسیح کے دوان ہی تو ہیں

میرے ہر ایک درد کو در مان ہی تو ہیں

دنیا کو اور دین کے سلطان ہی تو ہیں

دلمین غلش پہ چنگ مرہ پیکان ہی تو ہیں

لو لاک اہنین کی شان میں آیا ہی مومنو	اس خلعت خطاب کشایا ہی تو ہین
کہتے ہین خود یہ حضرت مشکلا کشائی	مشکل چوب کی کر تو یں سلا ہی تو ہین
معراج میں خدا نے کہا جبریل سے	ہم جکے منتظر تھے وہ مہا سہی تو ہین

عاشق ہین چسا آپ کے پوچھو اگر کوئی
فرمائیں گیش آپ کہ مان مان ہی تو ہین

۲۹ شوال ۱۳۱۸ھ

یا محمد کی ہم اُس پہ صدا دیتے ہین	حاضری اپنی اُہنین روز سنا دیتے ہین
ہو کے محتاج جو آتا ہے حضوری میں کوئی	دو جہان سے وہ غنی اُسکو بنا دیتے ہین
دستگیری وہ کیا کرتے ہین مچھپکس کی	میری کشتی کو وہی پار لگا دیتے ہین

بخشوا تہیں گنہگار کو اللہ سے وہ	شان یوں اپنی کریم کی دکھا دیں
مشکل آسان کیا کرتے ہیں مشکل میں	اگر ہی باتوں کو وہی آ کے بنادیں
ابھی آتا ہوں مدینہ کو جو فرما میں حضور	جس کا ارمان ہی تجھ کو اوہرا دیں
کس طرح وعدہ وفا مجھ سے نفرا نینگو	آپ جو کہتے ہیں وہ کر کو دکھا دیں
آپ کو جیسے عنایت کی نظر ہوتی ہے	اُسکو ہی دولت تسلیم و رضا دیں
ہو چکے ہیں ہوشرف شرف رویت کا	خود نہیں جلتا وہ دوزخ کو جلا دیں
عمر و اقبال میں ہوشہ کے ترقی باب	ہم آہ صدف کو شب و روز دعا دیں
عشر میں مانگو گا اس مدح سرائی کا صلہ	میرے سرکار مجھ کو کیٹنا کیا دیں

صدقِ دل سے جو کوئی آپ سے مانگو نسا

اسمین کچھ جھوٹ نہیں ہے بخدا تیری

۶۔ ذیقعد ۱۸۳۸ء

دیر و حرم گئے تجھے ڈھنڈا کہاں کہاں	ہم کو لپی پھر لپی یہ سودا کہاں کہاں
مشکل کی وقت آئی تیرا اڑے غصہ تیری	کام تیرا ہوئی کا سہارا کہاں کہاں
اسکی لیے ہو کر تو سیم و سبیل	چلتا ہو اُمّی کا پیالا کہاں کہاں
انجیل میں زبور میں قرآن میں عرش پر	نام رسول پاک کو پایا کہاں کہاں
بدروشنین و قلعہ رخصت کر کو سر کیا	جیتا علیٰ زنجبگ کا پالا کہاں کہاں
سدرہ سے تاب عرش گویا مکان گئی	پہنچو خضر رسید والا کہاں کہاں
سیحون بنا دیا کبھی جیون کبھی فوات	دریا ان آنسوؤں کی بہا یا کہاں کہاں

دارالامان ہے شربِ بطحی مریلے	اپنا مقام میں نے بنایا کہان کہان
خوشبو و زلفِ پاک محمد کی ہر جگہ	پہنچی یہ رشکِ عنبر سا کہان کہان
جن و بشر بھی ہیں تہِ نخلِ عاطفت	بے سایہ ہو کر ڈالو سیکہان کہان
دوبا ہوا تھا بھر گئے میں اگر چہ میں	دستِ خدا فی مجھ کو سنبھالا کہان کہان

شراب میں ہو کبھی تو کبھی ہر بخت میں دل
اور نشا عشق کی بھجور کھینچا کہان کہان

۲۵۔ ربیع الاول ۱۳۱۹ھ

جسکو ہم سب شہسکی مدنی کہتے ہیں	اہلِ جنت اُسی سر و چمنی کہتے ہیں
رہے دنیا میں عدم کا ہر تصور شب و روز	اسی الفت سے دلِ وطنی کہتے ہیں

جوہری اُسکو عقیقہ یعنی کہتے ہیں

جتنے مومن ہیں مجھو پنجتنی کہتے ہیں

اہل دانش اسی دنیاوی دینی کہتے ہیں

ایک ساغر کیلیے گہری چھنی کہتے ہیں

حکماء اسی امرِ رشد فی کہتے ہیں

بس اسی کو تو غریب الوطنی کہتے ہیں

برگ گل اُنکے لبِ لعل کو سمجھو عاشق

بعدِ مردن نہیں کچھ خوفِ فشارِ تربت

اُسکے دُعو کے مین نہ امانہ لگانا د لکو

نہ مددِ زاهد کا ہوا میل لب کوثر پر

غافلِ موت ڈرنا تو ہے کفِ فعلِ عبث

عدمِ آباد سے بیان آکر جو دی کہلای

شاد کو طعنہ سو کہتے ہیں مسلمان کافر

اسے بہتان اسے طعنہ زنی کہتے ہیں

۲۷۔ ربیع الاول ۱۳۱۹ھ

نغمِ فرقت میں راہِ دیدہ تر کہتے ہیں

قطرے اشکون کو نہ کس طرح سہو دین کا غریزہ

ہندین رکے مدین کی خبر لاتے ہیں

تجھ کو سمجھے ہوئے ہیں قبلہ کو کعبہ اپنا

یا محمدؐ کا وظیفہ ہے ہیشہ دل سے

گلِ عارض کو تصویر میں پہنتا ہر وہ دل

سورہ شمس میں عارض تو ہیں گیسو لیل

دلِ نوا کر کے سوا کچھ بھی نہیں پتا اپنی

دونوں عارض کے تصویر میں ہیں موشیر

اور آدھر جلتے ہوئے داغِ جگر کہتے ہیں

جو ہری ہم میں یا پس اپنی گھر کہتے ہیں

مرغِ دل کیلیے ہم شوق کو پکھلتے ہیں

جہ سائی کیلیے تیرا ہی در کہتے ہیں

سہی باعثِ ہر خونالوں میں اثر کہتے ہیں

عشق میں آپ کو ہم داغِ جگر کہتے ہیں

یاد اس بات کو ہم شام و سحر کہتے ہیں

داؤِ معنی ہی رہتے ہیں اگر کہتے ہیں

رات دن پیشِ نظر شمس و قمر کہتے ہیں

سنگِ حکمِ نہیں کچھ ضبط و تحمل اپنا	آتشِ عشق کی پوشیدہ سحر رکھتے ہیں
------------------------------------	----------------------------------

ہندو جا کے دیو مین مر گیا اور شالا	ہم مسافر تو ہیں پر اپنا بھی گھر رکھتے ہیں
------------------------------------	---

۱۵۔ ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ

جو لوگ جلوہ خیر البشر کو دیکھتے ہیں	ہم اُنکی آنکھ کو اُنکی نظر کو دیکھتے ہیں
-------------------------------------	--

برکتے ہیں درو یا تو جب ہری بیشک	جو ذی کمال ہیں اہل مہن کو دیکھتے ہیں
---------------------------------	--------------------------------------

خدا کی یاد سے جو لوگ رہتے ہیں غافل	جہان میں رہ کر وہ گویا سفر کو دیکھتے ہیں
------------------------------------	--

وہاں زخم کے ٹانگوں جو ٹوٹ ٹوٹ گئے	نگاہِ یاس سے ہم چارہ گر کو دیکھتے ہیں
-----------------------------------	---------------------------------------

فراقِ باغِ مدینہ میں کھائے گلِ نمبر	اسی سبب تو داغِ جگر کو دیکھتے ہیں
-------------------------------------	-----------------------------------

خدا کے جلو کی کو یوں دیکھتے ہیں اپنی نظر	کہ جیسے سنگ کو اندر شر کو دیکھتے ہیں
طریق عشق کی جو مرد راہ روہین بھلا	کہیں وہ راہِ غیبِ خطر کو دیکھتے ہیں
وہ قبول ہوئی اپنی یا نہیں مایہ	ہم اپنی مالونسی کیوں دوراثر کو دیکھتے ہیں

شبِصال جو وہ گھر میں آ رہی شاد
تو آج شام ہی سی ہم سحر کو دیکھتے ہیں

۶۔ ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ

وہ آدمی ہی کیا جو نبی پر فدا نہیں	کچھ بھی نہیں جو عشقِ شہِ دوسرا نہیں
کس طرح ہونگے نالے مرے تیرے ہدف	قسمت کی بات ہے کہ تقدیر سا نہیں
تیرے فراق کی ہرین یہ بکار سازان	دل میں اثر نہیں ہو تو نالہ رسا نہیں

<p>سرسبز ہے یہ راز کہ جو بر ملا نہیں یہ درد دہ ہے جسکی جہان بین دوا نہیں خواہید رفتہ ہے لکھی محشر با نہیں مٹ جای درد دل ہی تو کچھ نہیں جو جیتے جی مری تو اسی بھر فنا نہیں ہرگز نصیب اُسکو بقا رہا نہیں ایمان ہی نہیں جس خوف درجا نہیں ایسا جہان میں کوئی بھی فرمانروا نہیں</p>	<p>اخلاص حال عشق کا میری ثبوت ہے کہتے ہیں جسکو موت یہ ہی عشق کا علاج انداز نقش پا سے کیسکے ہوا خیال ذوقِ فراق بڑھ کے ہی شوقِ وصال ہو ثبات اور نفی کا عقدہ ہمیں کھلا جب تک نہ جانے کوئی فنا و الفنا کا راز بندے کو چار سے ہی ہیں الیہ و خوف دڑے کو آفتاب بنایا حضور نے</p>
---	--

اپنی سے اُسکو دور سمجھنا غلط ہے شلا

شہرگ سے بھی تریبہ واصلہ بخداین

۳۔ شوال ۱۳۱۹ھ

الہی شوق و ارمان دلو کیون تڑپائے جاتے ہیں

یہ کسکی یاد آتی ہے جو ہم گھبرائے جاتے ہیں

یہ جذبِ عشق ہے جو کھینچ کر یوں لائے جاتے ہیں

وگر نہ ہم کہیں اسے شاد کب بلوائے جاتے ہیں

کفن میں منہ چھپاتے ہیں گناہوں کی ندامت سے

خدا کے سامنے جاتے ہوئے شرمناک جاتے ہیں

نہیں کہتا ہے مومن کوئی گریہ کو تو کیا پروا

غلام احمد مرسل تو ہم کہلائے جاتے ہیں

کبھی مشکل میں پڑ کر ہم جو گہر لاتے ہیں یا مولے

مدد کیجے مدد کیجے یہی چلائے جاتے ہیں

انہیں کے ہاتھ اپنی لاج ہے وہ ہی نباہیں گے

بُرے ہیں یا بھلے ہیں انکی ہی کہلائے جاتے ہیں

دو بالا کیون نہ وعزت مری فضل الہی سے

جواہر آپ کے دربار سے پہنائے جاتے ہیں

دکھاتے ہیں وہ اپنا چاند سامنے خواب میں ہمکو

نصیبے کو ستارے شادیوں چمکائے جاتے ہیں

۲۶۔ رمضان ۱۳۱۹ھ

دل ہوا معرفت سے جب روشن	ہو گئے راز سب کے سب روشن
ہوئی معراج جبکہ حضرت کو	مثل خورشید تھی وہ شب روشن
ذکر کرتا ہے دل کو نورانی	ہنہیں ہوتا یہ سب سب روشن
جسے نورِ خدا نے دیکھا	آخرت میں ہو آنکھ کب روشن
صاحب السیف و العلم ہیں آپ	سب پہ ہے آپ کا لقب روشن
دل میں آنے کا نظم و جمال	چشمِ باطن ہوئی ہر اس روشن
آپ ہیں مظہرِ تجلی حق	آپ سے عرش و فرش سب روشن
نور احمد کا ذکر کرتا ہوں	نام سے آپ کو ہیں لب روشن

اور اُدھر سب کا سبب روشن

ہے منور اوجہ تمام جسم

معجزہ تھا یہ بوالعجب روشن

حال شوقِ کبر کا سببِ عیان

فصل سے اسکے میری شمع اُمید

ہو گئی شاد بے طلب روشن

۱۷- ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ

آئی ہے نیکی وہ سرو چمنی مین

جوبات کہ ہر قامت شاہدِ مین

وہ بات تھی بی شجہ اویسِ قمری مین

جوبات کہ عاشق کیلیہ چاہی ہوئی

کیا لطف ملا آپ کو ربِ اُردی مین

اک جلوہ ہی مین ہو گئی بیہوش ہوئی

کیا لطفِ خدا داد اہر شیریں سخن مین

جوبات ہر حضرت کی وہ صری کی ڈنی

مژگان کی کٹک کو مریں کوئی پوچھے
یہ نوک تان ہوتی ہے چرچہ کی انی مین

وہ پھول قفس میں ہیں کھلے داغ جگر کے
ہر لطفِ طینتِ شاد غریب الوطنی میں

۲۲- ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ

پیمبروں میں کوئی ایسا آفتاب نہیں
حضورِ احمد مختار کا جواب نہیں

بٹی کے عشق میں جن کو موت پائی ہو
لحمین اس کے لیے عیشِ عذاب نہیں

ہو سب میں یوں تو پیمبر کئی ہزار مگر
کوئی بھی سرورِ عالم سا انتخاب نہیں

وہ آدمی ہے تو کیا ہے جہان میں جس کو
نبی کا عشق نہیں حسیبِ بوتراب نہیں

غمِ فراق سے ہر اک سکوت کا عالم
زبان ہے بند تو کیا دل کو اندھ تراب نہیں

گناہگار کرامت کے مستحق ہوں گے	کچھ انکے واسطے پُرسن جن جاب نہین
-------------------------------	----------------------------------

خدا کے فضل سے سب کام متوجہ تبارہین
دعائیں کب مری اور شاد مستجاب نہین

۱۴ صفر ۱۳۲۰ھ

ہاتھ آجائے جو محشر میں تمہارا دامن	مجھ گنہگار کو ہو جائے سہارا دامن
تشہ کامی سے ملی امتِ غاصی کو نجات	ابرِ رحمت ہو محشر میں تمہارا دامن
خوفِ خورشید قیامت کا کسی کیوں ہوگا	فرق پر سایہ کرے جبکو تمہارا دامن
شمر رکھ لیجیے اسے شرفِ محشر میری	حشر کے روزِ نازِ ہادی بھی خدا را دامن
ہمین اس سایہ رحمت میں بسر کرنی ہو	کسطح ہاتھ سے ہم دینگے تمہارا دامن

دیکھ کر خلقِ خدا حشر میں حیران ہوگی
آپکا دستِ کرم اور ہمارا دامن

بھردیا دامنِ امید کو میرے تنہا

روبرو آپ کے جس وقت پسار دامن

۶۔ رجب ۱۳۱۸ھ

ہمسے تو غم یہ نہ جائیں گے سہے جاتے ہیں

ہمیں کافرنہ کہو دیکھو کہے جاتے ہیں

اشکِ خلبتِ مری نکہنوی بہر جاتے ہیں

ورنہ دل ہی میں سب ان ہی جاتے ہیں

ہم فسانہ غمِ الفت کا کہے جاتے ہیں

ہیں وہی سستِ ایمانِ ہر جاتے ہیں

کسکے مذہب میں روا ہو جو بڑا کہتے ہو

کیا عجبِ فرعصیان کی سیاہی ہو جا

اے اہلِ محب کو دینِ پونج جاتی دک

وہ سنیں یا نہ سنیں کانِ حشر میں نہ دھڑپ

یہ ہمارا ہے کلیجہ یہ ہمارا دل ہے
صدی پصدی جذباتی کو سہے جا تے ہیں

کس یحسُن کو لکھتی ہو تمام اوصاف انہما

آج دریا سے مضامین جو بہے جا تے ہیں

(دلیف (و)

۱۶- رجب ۱۳۱۸ھ

میرا اللہ کرے گا نہ کبھی رد مجھ کو

بعد مدت کے یہ ہاتھ آیا ہے مقصد مجھ کو

کہیں بلجاسے اگر دامن احمد مجھ کو

یہی سکھلائی ہو استاد نے ایجاد مجھ کو

پیش جب بہر شفاعت کریں مجھ کو

مشغلہ غیب نبی کا ہو مجھے شکر خدا

شرم سے اپر گنا ہوئے چھپون میں جا کر

اب ہر کو میں کروں آپ کو قدمونہ فدا

آپ کو نین کے سر و این خانی کی قسم	صاف کہتا ہوں نہیں آتی خوشامد مجھ کو
سے تمنا مجھ ویدار ہو حضرت کا نصیب	نہ ملے خلدین کو قصرِ نربہر مجھ کو
ثروتِ جاہ و عرات کی کسی خواہش ہے	یہی کافی ہے کہ ہر الفتِ احمد مجھ کو
آپ جب شافعِ محشر ہیں تو پھر داوِ حشر	کیون کرے دفترِ حشرے نہ ارد مجھ کو
خادمِ غوث بھی ہوں اور غلامِ خواجہ	میرے مولانے دیارِ تہ پیر مجھ کو

فخرِ شاہی ہونے کیونکر مجھ کو حاصل ہو سکتا
انہیں شاہوں سے ملی فقر کی مسند مجھ کو

۳۔ ذیقعدہ ۱۲۱۸ھ

مدینہ کو چلو دیارِ دیکھو	رسولِ اللہ کی سرکار دیکھو
--------------------------	---------------------------

نظر آتی ہے دان شانِ خدائی
 زمین پر دیکھ لو خلدِ برین کو
 ابوبکر و عمر عثمان و حیدر
 نہ روکین گر مجھے دربانِ ہونین
 محمد رحمۃ للعالمین دین
 نظر ہو میری حالت پر بھی ہوا
 جدائی میں یہاں چینِ جانین
 مبارک مومنو ہو چاند تمکو
 اگر ہے دیکھنا وہ جاہِ دلمین

درو دیوار کے انوار دیکھو
 پھلا پھولا ہوا گلزار دیکھو
 یہ ہیں حضرت کی چارونک دیکھو
 غلامِ احمدِ محنت ار دیکھو
 یہی رحمت کے ہیں آثار دیکھو
 ادھر صبحی پاک نظر سرکار دیکھو
 مری ہو لامرے سردار دیکھو
 ہلالِ بابر و خمدار دیکھو
 تو کر کے تو پستغفار دیکھو

رسالت کا یہ ادنیٰ معجزہ ہے

مسخر آپ کا عالم ہے سارا

مدینہ کی ہوا جس دن سکھائی

یہ دنیاے دلی کس کام کی ہے

مدینے چل کر اک دن حضرت دل

بہت سے ہو گئی ہرین شمن جان

ستیا ہے بہت مجھ کو فلک نے

مجھے ہرگز نہ چھیرا دوا عطا تو تم

مرے مذہب سے محکم کیا سرکار

موجود ہو گئے کفار دیکھو

فدا بہن کا فرو دیندار دیکھو

ہوا اچھا دل بیمار دیکھو

طبیعت ہو گئی بیزار دیکھو

شر کو نین کا دربار دیکھو

ذرا سے سید ابرار دیکھو

مرے آقا مرے غمخوار دیکھو

کر مجھ سے نیلون تکرار دیکھو

نہ یہ پوچھا کرو ہر بار دیکھو

ق

اگر مومن ہوں یا کافر تمہیں کیا	مرا اقدار سے غفار دیکھو
خدا کو جانتا ہوں دل سے واحد	کہ وحدتِ ہمنین انکار دیکھو
فدا ہوں نام احمد مصطفیٰ پر	وہ بیشک ہین مر مر ترار دیکھو

کیا ادا لے کو اعلیٰ اسرارے شاد

یہ شانِ حضرت جبّار دیکھو

۲۔ بیع الثانی ۱۳۱۹ھ

گلشنِ عالم میں لکھون گلین بین الالہ رو	ایک مین بھی تو نہ پایا ہمنی تیرا رنگ و بو
طارِ قبلہ نما ہوں قبلہ حاجات مین	پھیرتا ہوں رخِ اُدھر جس سمت ہم ہو و برو
جلوہ دیدار مین ہوئی سراپا محو تھے	بیخودی مین کتب یا را تجھ سے کرتے گفتگو

وہ قدر زیبا ترا اور درخ روشن ترا	غیر تر گس میں انگلیں اور زلفیں مشکبو
دھونڈتے ہیں تجھے دیر و دم میں کسلی	اپنے دل میں کیوں نہیں کرتے ہیج حسی تجو
دیکھتا ہوں دل میں تجھ کو بٹن ہون روشن	اور دل ہی میں کرتا ہوں نین تجھ سے گفتگو
جبکہ تو ہی تو ہی کھر کھر سی تجھ کو یہ حجاب	کیا ہوا لے کیوں نہیں ہوتا تو میری روبرو
آئینہ میں بھی نظر آئی نہ مجھ کو میری شکل	دیکھتا ہوں ج طرف مجھ کو نظر آتا ہے تو
بہند سے سوسے مدنیہ میں چلا آؤں بھی	یا نبی اللہ گر مجھ کو طلب فرماے تو

پا گیا اپنے میں اسکو ہو گئی پوری مراد

شلا ہر شکر خدا دل کی برائی آرزو

۴۔ بیج الثانی ۱۳۱۹ھ

پھر کیا یادِ شِطِ مِطْلَبی نے مجھ کو

جان کس طرح نہ محبوبِ خدا پر دیتا

دُور افتادہ کو اب تابِ اُنی کی نہیں

گیسو احمدِ محنت لڑکا ہوں سوداگی

جام کو تر سے سرفراز ہوا خوب ہوا

نخلِ بستانِ مدینہ کی گردن کیا تعریف

چوم کر مہر کو عکاشہ نے حضرت کہا

میرے اعمال کو جو بھونکا تھا جہنم میں مگر

ترج کے وقت اگر آپ کی ہوتی نہ مدد

مژدہ وصلِ سنایا مرے جی نے مجھ کو

کی تعلیم اویسِ قرنی نے مجھ کو

مار ڈالا ہے غریبِ الوطنی نے مجھ کو

اپنا دیوانہ بنایا ہے بہتی نے مجھ کو

مار ہی ڈالا تھا اس تشنہ لبی نے مجھ کو

کر لیا شیفۃ شیرینِ طبیبی نے مجھ کو

جنتی کر دیا اس بے ادبی نے مجھ کو

دی بد تجھ سے شفاعتِ طلبی نے مجھ کو

بس ڈبویا ہی مٹھا دنیا و دنی نے مجھ کو

قدرِ عناکِ پھبن یاد دلائی کیا کیا	باغین طیبہ کے سرِ جوئی نے مجھ کو
درِ کی طرح سے اٹھ اٹھ کر چل جاتا ہوں	دی یہ طاقت مری دریاں طلبی نے مجھ کو
زنگ لائے کامر عشق نہاں کیا کیا کچھ	دیکھیے ہند سے بلو اکو دینے مجھ کو
دین و دنیا کی فضیلت سے سرفراز کیا	سشدین اور شہِ مطلبی نے مجھ کو

آدبِ آموڑِ محبت ہوں ازل سے آؤشیا
سارے دربار کے ہیں یاد قرینے مجھ کو

۳۔ ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ

اے شادِ جلو شاہ کے دربار کو دیکھو	آنکھوں سے دہنِ جلوہ دلدار کو دیکھو
کیا کرتے ہو یاں بیٹھے چلو سویدینہ	دل جب کافالائی ہے اسی پار کو دیکھو

گلشن مین چلو نگر بس بیمار کو دیکھو	دیدار پر انوار کی مشتاق ہو وہ بھی
حضرت کے ذرا گیسو خنجر کو دیکھو	بل کھاتے ہو کیا فرط نزاکت حسیں نو
فرقت مین ذرا حالِ دل زار کو دیکھو	کیا بالمشِ راحت پہ ہو آرام میسر
اس آدجگر سوز و شکر بار کو دیکھو	نکلی ہے جو لسی تو جلا یا ہر فلک کو
اے مومنو اس طالعِ بیدار کو دیکھو	پہونچا یا مقدر نے دینِ کی زمین پر
سرکار کو میرے سرے سرار کو دیکھو	الطاف سے ڈری کو کیا مہرِ درخشان
تم احمدِ مختار کے رخسار کو دیکھو	قرآن کے حافظ جو ہیں انس ہی کہہ د

قائل ابھی ہو جاو اگر از رہ انصاف
تم تنہا کی رنگینی اشعار کو دیکھو

۲۱۔ شوال ۱۳۱۹ھ

دل مرا ہجرین کس طرح سے ناشاد نہو	دور افتادہ کی برسوں جو وہاں یاد نہو
صورتِ عیش دکھاتا ہو مجھے ذکرِ وصل	کس طرح شاد مرا یہ دلِ ناشاد نہو
یہ ستم بھی نہیں کچھ کم کہ مدینہ سی ہوں دور	ای فلک اور کوئی اب ستم لے جا د نہو
یہ تمنا ہے کہ بن خاک ٹھکان لگ جائے	پس مردن کہیں مٹی مری برباد نہو
آج کا نام لیا کرتے ہیں ہر صبح و مسا	کس طرح آپ کو اپنوں کی بھلا یاد نہو
آپ کے نور سے ہیں دیدہ دل معجب	کونسا گھر ہے زمانہ فی بین جو آباد نہو
ای فلک تو ہی بتا یہ بھی ستم ہو کہ نہیں	چوٹ کھا کر لبِ عشاق پہ فریاد نہو

آپ کی ذات پہ ہے نسلا کا سب بے مدار

پھر کہاں جائے اگر آپ کی امداد نہ ہو

دلیف ۴

۴- ذیقعدہ ۱۳۱۸ھ

ترمی ذات ایک ہے یا خدا تری شانِ جبلّ جلالہ

نہیں تجھ سے کونئی دوسرا تری شانِ جبلّ جلالہ

تو کریم بھی تو رحیم بھی تو عزیز ہے تو معزز بھی ہے

ترے نام پر دل و جان خدا تری شانِ جبلّ جلالہ

تو مذلّ ہے تو ہی سمیع ہے تو بصیر ہے تو قدیر ہے

تو ہے داد رس مرے کبریا تری شانِ جبلّ جلالہ

تو لطیف ہے تو بخیر ہے تو حلیم ہے تو عظیم ہے

تری حمد مجھ سے ہو کب ادا تری شان جزل جلال

تو غفور ہے تو شکور ہے تو نصیر ہے تو کبیر ہے

تو حمید بھی ہے مرے خدا تری شان جزل جلال

تو ہے داد خواہ ہو لگا دادرس ترا فضل و رحم و کرم ہی ہیں

مین ہوں بندہ تو ہی مرا خدا تری شان جزل جلال

تو خفیاء ہے تو مہیت ہے تو حسیب ہے تو جلیل ہے

تو علیم ہے تو ہے کبریا تری شان جزل جلال

ترا درے درے مین نور ہے ترے نور ہی کا ظہور ہے

تو ہی تو ہے کچھ نہیں ماسوا تری شان جبل جلالہ

برے وقت میں مرے کام آہی تنہا کی ہو بس التجا

اُسے تو تیل ہی اُس راتری شان جبل جلالہ

۱۵۔ جب ۱۳۱۸ھ

بلو امین مجھے شاد جو سلطانِ مدینہ	جا تے ہی میں ہو جاؤنگا قربانِ مدینہ
وہ گھر ہے خدا کا تو یہ محبوبِ خدا کا	کبھی سے بھی اعلیٰ نہ ہو کیون شانِ مدینہ
روکین گے نہ دربار میں جانی کیلئے تنہا	پہچانتے ہیں سب مجھ دربانِ مدینہ
ہے احمدؑ بلے میم کا دربارِ مقدس	جو عرشِ خدا ہے وہ ہی ایونِ مدینہ
ہے قبر نبیؐ ہی سیوئے سبغتِ اجلال	قالب ہی مدینہ تو وہ ہے جانِ مدینہ

لیجا و نگامین ساتھ فقط عشق محمدؐ

دیکھے جو تحیر کو مرے عشق بنی مین

کھولے درجبت کو یہی کہتا ہی ضوان

نشہ ہے وہ اُنکو جو اترتا ہی نہیں ہے

خاک رہ نیرب کو بنا و نگامین سمر

اقدس کھا دے تو مجھے روضہ اقدس

کیون میری شفاعت میں بھلا دیرگی

کافر ہوں کہ مومن ہوں خدا جانتی ہیں

کیا مجھ سے شتا ہو سکا کہ رہوں ادنیٰ

تحفہ ہے مری پاپس یہ شایانِ مدینہ

سکتے مین رہی زگرستانِ مدینہ

بیخوف چلے جائیں غلامانِ مدینہ

توحید کی مے پیتے ہیں مستانِ مدینہ

دیکھو نگار اُن آکھوں سچو میدانِ مدینہ

باقی کہیں رہ جاے نہ ارمانِ مدینہ

کیا مجھ کو نہیں جانتے سلطانِ مدینہ

پر بندہ ہوں اُنکا جو ہیں سلطانِ مدینہ

اعلیٰ ہیں وہی ہیں جو سلیمانِ مدینہ

مومن جو ہمیں ہوں تو میں کا دیکھ نہیں سکتا

اس رفر سے آگاہ ہیں سلطان مدینہ

۸۔ ذیقعدہ ۱۸۳۸ھ

یارب کبھی مجھ کو بھی نظر آئے مدینہ

ہم کو یہی حسرت ہو کہ مل جائے مدینہ

کہتے ہیں جنہیں سب چین آئے مدینہ

ہو کے عوض آتی ہو صدا مائے مدینہ

جس دلمیں ہو شوق و تمنا سے مدینہ

آجائے نظر مجھ کو جو صحرائے مدینہ

اس دل میں ہر دم سے تناسل مدینہ

زاہد کو ہے جنت کی تمنا تو مبارک

کعبہ بھی ہو سر سبز تو انکے ہی قدم سے

اک سانس بھی خالی نہیں اب یاد دہی سے

پتھر پڑیں اس دل پہ پتھر ہی بدتر

پھر دیکھو مری جامہ دری جو جن جنوں میں

وہ قنظر ہے اور یہ یکلین حقیقت

پھوسے نہ سماؤں جو کہیں از رو الطاف

جوہین مدنی کہتے ہیں سُکر مری غرے

خلوت میں تصور سے ہر خلوت مجھ حال

جو تھی کی دہن کیوں نہ بنے قبر محمد

کس طرح سے سر سبز نہو مزبوع اُمید

یہ نگٹ کھائے مرا سودا تو مزہ ہے

عاشق ہوں مجھ جنتِ فردوس کیا کام

ہوں سرِ وفا احمدِ مختار کا عاشق

بلجائین نبی مجھ کو جو بلجائے مدینہ

بلوائیں مدینے چمن آراے مدینہ

بلبل ہے کہ طوطی شکر خاے مدینہ

ہے پیشِ نظر میرے تماشاے مدینہ

آغوش میں اُسکو ہٹے آراے مدینہ

دیکھوں جو کبھی گنبدِ خضراے مدینہ

ہر داغ بنے لالہ صحراے مدینہ

ہے سر میں ازل ہی مری سوداے مدینہ

ملتے ہیں گلے مجھ سے شجرِ ہائے مدینہ

کافر نہ کہ ہوشیار کو ہر عارف و صوفی

شیدائے محمد ہے وہ شیدائے مدینہ

ردیفی

ہر بیع الاول ۱۳۱۷ھ

عالم بہ بات گلگئی نابود ہوو کی

یہ سیر کی جہا کے عدم سی و جود کی

پڑھنے کی ہی جگہ تو یہی ہو درود کی

کیسی ہوا اس لگ نہ بانہی ہو وود کی

کرتا ہوں روز سیر میں چارون حدود کی

گن کہتے ہی نمود ہوئی بے نمود کی

اپنی خودی کو کھو کے اسی پایا پین

صل علی نہ کیوں کہین احمد کو نام پر

سوزِ درون لے آہ کا رتبہ بڑا دیا

بتخانہ و حرم کا ہو پا بست کوئی اور

اپنے مین دیکھو چم بصیرت سیار کو	اُس دم گھلیگی تم پہ حقیقت شہود کی
اظہارِ راز یار کو منظور جب ہوا	پر دے مین رنگِ عشق کراہی منود کی
جس کو حضورِ آٹھ پہریار کی ملی	واجب نماز اُس پہ ہونی بی سجد کی

آصف جو مہربان مین تو بچہ خفیا ہوتا
کچھ پیشِ حلِ سکیگی نہ ہم سے حسود کی

۱۰۔ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ

مہین است سول کر تے بڑھ جے	کیونکر نہون و مانعِ فلک پر چڑھ جے
علم لدنی آپ پہ سب آشکارا ہوا	ہر چند تھے ذرا بھی نہ لکھی ٹہری ہو
خمنہ است کہ ہم بادہ خوار ہین	روزِ ازل سے اپنے مین نشی چڑھ جے

دولون جهان میں انکی ہر تہی بڑھی ہوے	جنگو دیا خدا نے یہاں عالم معرفت
رتی ہمارے کیوں نہیں سب بڑھی ہوے	بندی خدا کے اور میں عاشق رسول کے
اگلون سے میں حضور کرتی بڑھی ہوے	آئے ہیں رب کے بعد مگر سبے اگر ہیں
اشعار ہیں امیر کر سب بڑھی ہوے	انصاف تو یہ ہے کہ وہ طبع رسا کہان
مشکل انہیں ہو چکی ہیں تہی بڑھی ہوے	گہرا نہ تو جہان کو نشیب و فراز سے

پیچھے ہٹیں گے وہ نہ کبھی معرکہ نشنا

جنگ کے قدم ہوں زرم میں آگے بڑھی ہوے

۲۴ شوال ۱۳۱۶ھ

میری آنکھوں میں سہائی ہر تہی جلو گری	دولون عالم سی ہو کیونکر نہ مجھے پیخیری
--------------------------------------	--

دل بسمل جوڑ پکڑ یوں تڑپائے گا

پُر زری پُر زری ہو داد امن تو گریبان ہوا چاک

جا کے پہونچا ندینی مین مراد کو سلام

ہے تمنامری ولین کروں سیر بطحے

لہ الحمد کہ سر سبز ہوا باغ اُمید

چشم وحدت سے ذرا دیکھ اٹھا کر پردہ

آپ اپنی کو جو کھویا اسی پایا مین نے

حبذا احمد بے بیم تجھے کہتے ہیں

ہے تری ذات شہار وفق باغ اسلام

خون رکوا نیکی عالم کو مری نوحہ گری

بڑھ گئی حد سے سوا اب مے می آشفہ سری

اگر گرد ہو ترا اُس سمت نسیم سحری

چلکے دکھلاؤں ہاں اپنی مین شوریدہ سری

کام آئی مرے صد شکر کیلئے نکی تری

دُری دُری مین عیانِ ذات کی ہی جلوہ گری

مین خیر دار ہوا جب کہ ہو لی بیخبری

لغت تیری ہو داد اکب ہی مجالِ شہری

تیرے باعث ہے اسلام کی نایابوری

درِ وقت سے تڑپتا ہوں بڑا لومچک	اس قدر دہس کر ہے مجالِ بشری
تجسسا دنیا میں حسین کوئی نہ دیکھا نہ سنا	جان و دل سے ہیں جانِ ملک و سرِ پری
تو جو سن لو تو تمنا مری برائے شہرہا	تو جو سن لو تو ہو مقبول دعا سے سحری
جتنی امیدیں تھیں دلی وہ بھی آئین	کب عا میں مری پیدا ہوئی ہو بے انری

بخشے جائینگے گنہگار کے میرے سوا

اُسکی حالت پہ جو ہو جائیگی والا نظری

۲۰-۱۵ رجب ۱۳۱۸ھ

احمد کے سوا عشق کسی کا نہ کریں گے	ہم عاشق صادق ہیں تو ایسا نہ کریں گے
دیتا ہے مزار عشق محمد میں ترپنا	اس درد کا زہر ساردا و نہ کریں گے

اور ایدل جوشی تجھے دیوانہ کرینگے	آجائے نظر ہو جو صحرائے مدینہ
اب گس شہلا تجھے دیکھانہ کرینگے	عجاز بھری آنکھیں سمائی ہیں نظر میں
پھر تیری دوا ایدل دیوانہ کرینگے	گیسوے نبی آگے گریاتھ ہمارے
دکھ دردین ہم منت عیسیٰ نہ کرینگے	سیراب ہو ننگے جان بخش نبی ہو
اس آگ کو اپنی کبھی ٹھنڈا نہ کرینگے	آنسو نہ بہائیں گے جلن لاکھ ہودین
کیا وعدہ شفاعت کا وہ ایفانہ کرینگے	کیا خوف گنہگار کو سرکار کے ہوتے
پھر دیکھو گوتم ہم بھی تو کیا کیا نہ کرینگے	آنے دو ذرا جذبہ الفت میں ہیں بھی

مومن نہیں کہتے نہ کہیں لوگ ہیں شہلا

کافر بھی کہے کوئی تو پروانہ کرینگے

۲۷۔ رجب ۱۳۱۸ھ

لب خشک بین دل شریک کھنکھن تری ہے	کیا عشق محمدین یہ سوز جگری ہے
جنے تجھ کو دیکھا وہ اجانے صدقے	انسان تو انسان فدا حور و پری ہے
پیغام دینے کی کوئی لائی ہے شاید	اٹکھیلی سے چلتی چو نیم سحری ہے
شاید کہ گزر روزِ صداقت پہ ہوا تھا	مستانہ تری چال نسیم سحری ہے
دو گلبدن آیا جو مرے خواب میں آج	آغوش مری خلد کے پھولوں بھی ہے
چٹکے بھی نکلیاے جو کہینچ کوئی سوبدا	یہ شان نبوت ہی یہ نازک کمری ہے
گلشن ہر گل عشق محمد سے مراد دل	ہر سانس میں خوشبو کی نسیم سحری ہے
آتا نہیں اب کوئی نظریہ سے سوا اور	کیا محو ہوں کیا یہ خودی یہ بختری ہے

تم آپ ہی آتے ہو نہ بلواتے ہو مجھ کو	اس عاشق مشتاق سی کیون بھیری ہے
کیونکر نہ تھے احزاب بے یوم کہین حم	اک میم کے پردوسین تری جاو گری ہے
بجہ سنا ہوا کوئی بنی اور ہنوکا	ہم بات کہین گروہی جو بات کھری ہے
ایجوش جنون لیکر مجھے چل تو مدینے	پھر دین ہوں دہان ماور میں جاوے گی ہے
جب وصل ہوا اور بڑا درد محبت	کیا عیسیٰ دوران یہ تری جاو گری ہے

کہتی ہے مجھ کو خلق کہ ہوں عاشق احمد

اشباح تمنامی اے شاد ہری ہر

۲۸- رجب ۱۳۱۸ھ

چل ایدل دیوانہ کہ اب گھر سے چلینگے	جانا ہے دین کو کہین سر سے چلینگے
------------------------------------	----------------------------------

کعبہ کو بھی جانا ہے اگر حج کیلئے شیخ	ہوتے ہوئے ہم روضہ انور چلینگے
شراب میں کہیں ہندسہ ہو تو طلب اپنی	دو چار قدم آگے ہی مصر سے چلینگے
ہونا ہے جو تقدیر میں ہو گا وہی آخر	ہم بڑھکے کہاں اپنے مقدس چلینگے
تنہا نہ کبھی جائینگے جنت میں یقین ہے	ہم ساتھ کسی کو صفِ محشر سے چلینگے

ہم کو درجِ جنت پہ نہ روکیگا کوئی شاد
جس وقت کہ ہم حکمِ ہم پیر سے چلینگے

۳۔ رجب ۱۳۱۸ھ

یا نبی نزع میں شیطان کا کہہ نہ کیا ہو	آپ جامی ہیں کیسی مجھ پر و کیا ہے
آپ سب جانتے ہیں آپ ہی سب شن	کیا کہوں آپ سے میں دلی تمنا کیا ہے

در احمد کی گدائی سے ہر فخر شاہی

دین بھی پائین گے دنیا بھی ملے گی اس سے

حال دل آپ نے پوچھا نہ کہیدن مجھ سے

آپ میں ختم رسل شاہِ روزِ محشر

ایک ہیں نور احمد نور محمد دو نون

عشق میراثِ ہندین ہے کہ ہو حال سب کو

ہر توجہ کہ یہ وحدت میں ہے کثرت کی سی

آخری وقت میں دیدار تمہارا ہو جا

صبر اور شکر کرین تیری رضا پر ہر دم

دُرودینار و درم کی مجھ پر کیا ہے

عشقِ محبوبِ خدا سے کہوا چھل گیا ہے

سببِ خبری یا مرے مولا کیا ہے

آپ کے آگے بھلا اور و خاکِ تبا کیا ہے

صاف کہند نیوین کہ کوئی ہوا کیا ہے

منحصر فضل ہے ہر اسمین اجارا کیا ہے

تو ہے یکتا تو دُوی کا تیا کیا ہے

دو نون آنکھوں کی سوا پتا اندھا کیا ہے

اور دُکھ درد میں انسان کو چار کیا ہے

ہنہین کچھ فکر ہے میزانِ عمل کی مجھ کو
میرے پلے پین حضرت مجھ کو کیا ہے

جب خودی مٹ گئی ترشسار کیا باقی

کس کو کہتے ہیں خدا اور یہ بند کیا ہے

۲۹- رجب ۱۳۱۸ھ

مدینہ بھی خداوندِ اعجاب پر نورِ بستی ہے
جہان ہر وقت ہر دمِ حسی حسی بستی ہے

سرورِ عشقِ احمدِ دل میں اور اکھنڈِ ہر دم
کیہ کیفیت ہماری ہر ای نشہ کی مستی ہے

ترے تہیٰ مین کس کو غل ہی کیا کوئی دہا
جو مجھ کو خلیہ کا تہہ پاسے کس کی مستی ہے

فقط اک دل کر دینے پر گروہ ہو بلجائی
خدا شاہد ہی نعمتِ مہی ارزاقِ مستی ہے

جمالِ پاک اپنا پھر دکھا دو خواب میں مجھ کو
طبیعت پھر زیارت کی میری تری ہے

پڑے جہنم نظیری وہ کچھ کچھ ہی ہو جا
کری مستان اک عالم کو وہ آنکھ و نین مستی ہے

بظاہر عبدین وہ اور باطن میں خدا جانے
تصور آپکا بے شجہ عین حق پرستی ہے

تصور سے جلالِ پیک آئینوں پہر ہمو

ہماری تو یہی اسے نشاِ بصیرت پتی ہو

غزہ شعبان ۱۳۱۸ھ

جو خدا آئینہ بین باہر کے ہوں یا گھر والے
وہی کہلاتے ہیں لاریبِ پیمبر والے

چشمہِ نفیس سے لاکھوں ہی کو سیر کیا
بھردی را جامِ مر بھی مرے کو تر والے

ہو گئی داخلِ فزمری فردِ عصیان
آپ کے سامنے کیا بولتے دفتر والے

آپ کے عشق سے اعزاز یہ ہو حشر کے دن
مجھے آ کے گلے ملیں تیرے محشر والے

ہم تو دسے ہیں اسی در کوفانی بندہ	ہوں گے وہ اور جو کہلاتے ہیں باہر والے
بندے اللہ کو ہیں عاشق احمد بھی ہم	کہیں ہوتی ہیں بھلا ایسے مقدر والے
اپکار تب کسی نے بھی نہیں پایا ہے	اور تو اور رہے کھٹ کر ہر ابر والے
آل احمد ہی کا رہے ہی فزون تر ہے	ہیں یہی جان و جگر اور یہی گھر والے
دین و دنیا میں وقار اپنا بڑا کر کیلئے	تیرے کو چہ کر گدا بن گئے کشور والے
جز اطاعت ہوا اور انھیں کچھ چارہ	زور حیدر سے جو واقف ہو مخیر دلے
بخ روشن پہ عجب حُسن ہی بکھرے بکھری	یا داتے ہیں مجھ بال وہ گھونگر والے

شاہِ آصف کی غلامی کا بھی ہر مخیرین

ہم بھی تقدیر کے ہیں بے سلاسلند والے

۲۱ سوال ۱۳۱۵ھ

تجھی کو جانتے ہیں اور ماسوا کیا ہے	تجھی ہی چاہتے ہیں اور مدعا کیا ہے
وہی ہے نور خدا کا جو ہے محمدین	یہ جان لو کہ خدا کیا ہے مصطفیٰ کیا ہے
احد جو احد ہے لیکن کو کہے عارف	تو مومنو کہو انصاف سی خطا کیا ہے
ازل سے جن میں فدا آپکا دل جان ہے	یہ پوچھ مجھ سے کہ پیغمبر خدا کیا ہے
فراق احمد مختار میں ہے دل ہمار	سوا وصال کے بیمار کی دوا کیا ہے
اصد میں اور محمد میں کچھ نہیں ہے فرق	وہ عین ذات ہوا صفت جب کیا ہے
خدا گواہ کہ توحید ہے مراد مذہب	نہیں چو لذت توحید تو مرزا کیا ہے
دوئی میں پڑ کے مجھ لوگ کہتے ہیں کانہ	نہیں سمجھتے یہ کیا انہیں ہو کیا ہے

صنم پرست جو کہتے ہیں ششاکو بہن

وہ جانے تہنہیں کیا ہے اور خدا کی ہے

۱۲۔ شوال ۱۳۱۸ھ

نقدِ جان ہے رومنائی آپکی

آفتِ جان ہے جُبدائی آپکی

یا محمد ہے دھائی آپکی

محبوبِ جس دم یاد آئی آپکی

راہِ بہر ہے دہشائی آپکی

ہے وہاں تک جب رسائی آپکی

ساری خلقت ہے فدائی آپکی

یا رسولِ انداب لیجے خبر

جس کو گرہیں کبہ دل میں صنم

دم مرے سینہ میں ٹھہر اوقتِ نزع

کس طرح جھنگو نگا سید ہی راہ سے

یکجی میری سفارشِ حق سے آپ

زندگی میں تھا تصورِ وقتِ نزع	عشق نے صورت دکھائی آپ کی
یاد میں نے جب کیا اللہ کو	ساتھ ہی بس یاد آئی آپ کی
اپنی آنکھوں کا اُسے سرمہ کیا	خاکِ پا جب ہاتھ لائی آپ کی
جان و دل سے جو فدا ہیں آپ پر	جانتے ہیں دلربائی آپ کی
امتِ مروجہ سب بخشی گئی	رحمتِ حق تھی کسائی آپ کی
چون از گشتی ہمہ چیز از تو گشت	کیون ہر ساری خدائی آپ کی

کیا کرے دنیا کی شاہی لیکے شلا
ہے بڑی دولت گدائی آپ کی

۱۲ شوال ۱۳۱۸ھ

تاجِ لولاک ہوشایانِ رسولِ عربی

آپکا خوانِ کرم سارِ جہانِ مینِ ہی کچھا

آپکی دید کی خواہش ہے دلِ مضطرب کو

انبیا جتنے ہیں آپ انکو بھی شافع ہو گئے

باغِ احمد کے مینِ دو پھولِ سنِ اور سن

بخشوا مین نہ اگر آپ مجھے محشر مین

عشق سے بڑھ کر کوئی چہر نہیں با پس مر

دیکھیے نورِ خدا اسمین نظر آتا ہے

مے تو حید پلا کر مجھے کر دین سرشار

پر تو شانِ خدا شانِ رسولِ عربی

یادِ واغیا رہیں مہمانِ رسولِ عربی

مضطرب کہتے ہیں ایمانِ رسولِ عربی

کے سب بانی گئے ایمانِ رسولِ عربی

یہی دو تین گلِ وریحانِ رسولِ عربی

ہو گا بس ہاتھ مینِ دامنِ رسولِ عربی

کہ یہی ہدیہ ہوشایانِ رسولِ عربی

آئینہ ہے رخِ تابانِ رسولِ عربی

ہو گا سر پر مری احسانِ رسولِ عربی

کیون نہ تعریف کریں لوگ سخن کی برکت کا

دل و جان سے ہوں ثنا خواں سب لبی

۱۲۔ شوال ۱۳۱۸ھ

فقط نام احمد مرے دلنشیں ہے

مرے دلیں آجاو تم یا محمد

کہاں چھوڑ کر مین مدینہ کو جاؤں

بہت دجین دیکھو دنیا میں لیکن

نہ کیوں عرش پر لاج ہو گھوٹل

دم نزع ہوں نہین کوئی میرا

سوا انکے اس گھر میں کوئی نہیں ہے

یہ سمنان خالی مکان بگین ہے

یہی آستان او میری جبین ہے

کہیں ایک بھی تیر ثانی نہیں ہے

خدا یا مدینہ کی یہ سر زمین ہے

فقط ایک ہدم دم واپسین ہے

یہاں آئین جو رین بھی تو کچھ نرجائیں
زمین پر دینہ بہشت برین ہے

وسیلہ اودین و دنیا میں نشا ہا
تمہارے سوا اور کوئی نہیں ہے

بلا کر دینے میں دل شاد کیجے

کہ مدد سے ناشاد جان حرمین ہے

۲۸۔ شوال ۱۳۱۸ھ

شگفتہ یان ہرک دلکی کلی ہے
ارم ہے جو دین کی کلی ہے

چڑھایا ہے دل پر سوزین نے
نئی یہ شمع روشنی پر جلی ہے

مری سوزِ محبت کو جو دیکھا
فلک پر رشک سجی جلی ہے

نہ کیوں واقف ہو وہ رازِ خفی سے
ولی اللہ اگر ہے تو علی ہے

قنا جسے کیا اپنی خودی کو

تصویر میں ہمارے روح نکلی

لکھی ہے وصفِ بخین بہت خوش

سب لعل شکر خائے محمد

عدو کے شر سے ہوں محفوظ ہر دم

جو سمجھے نفس کی اپنی حقیقت

وہی عارف ہی بیشک ملی ہے

دلہن نوشاہ سے مل کر چلی ہے

مثالِ شاہِ گل چو لی چلی ہے

نباتِ وقتہ مصری کی ملی ہے

مرا حصہ جبینِ نادر علی ہے

نہالِ معرفت کی یہ کلی ہے

طوائفِ مروضہ عینِ حج و ای شاد

مرا کعبہ مدینے کی گلی ہے

۲۔ ذی قعدہ ۱۳۱۸ھ

حضور میں جو طلب کیا بار ہو جائے
 شمیم گلشن طیبہ میں سنگھا دینا
 کبھی تو لطف و کرم ہی مزاج پرسی ہو
 نبی کے عشق میں ایسا ہوا ہوں دیوتا
 یہ آرزو ہے کہ ہو دینِ ناخ عشقِ رسول
 شمار کچھ نہیں میرے گناہ بیحد کا
 یہ جانِ نثار ہمارا عہدِ صادق ہی
 گناہگار کو رحمت کی آرزو ہے اگر
 اسیر گیرِ احمد کے عشق میں یارب

نہال آپ کا امیدوار ہو جائے
 گزر ترا جو نسیم بہار ہو جائے
 یہ آرزو ہے کہ دل کو قرار ہو جائے
 جو قیس دیکھ کر مچھو 'نثار ہو جائے
 چمکے جسکی منور فرار ہو جائے
 ترکِ کرم مے پروردگار ہو جائے
 اگر حضور کہیں تو پیکار ہو جائے
 گناہ کر کے ذرا شرمسار ہو جائے
 یہ بال بال دل بقرار ہو جائے

خیال گلشن طیبہ بونوع میں یارب
 نگاہِ ناز کا خنجر چلے نہ رک رک کر
 بھنوبین پر گئی کشتی ہی ہو وقتِ مد
 زبانِ دل سے ہو جاری اگر خدا کا ذکر
 جو میری خاک میں غرق کی خاک میں لمبا
 یہ آرزو ہے مدینہ میں جا نہ ہستی
 گرے جو مقدس نور پر آنکھ سے آنسو
 یہی دعا ہے کہ آصف کا بول بالا ہو
 کروں جو ذکر کبھی اپنی ہی خودی کا میں

اخیر سانس نسیم بہار ہو جائے
 یہ آرزو ہے کلیجہ کے پار ہو جائے
 جو ناخدا ہو خدا پل میں پار ہو جائے
 تو وقتِ نزع مرا بیڑا پار ہو جائے
 تو جانِ نثاروں میں اپنا شمار ہو جائے
 الجھ کے غار سے اب تار تار ہو جائے
 تو آبرو میں درِ شاہوار ہو جائے
 عدوِ شاہ کا ہی ہو قار ہو جائے
 ہر ایک ہی خودی اختیار ہو جائے

غبار بنکے اویسے میں چوم لوں گار کاب	گزار دھر سے جو ای شہسوار ہو جائے
-------------------------------------	----------------------------------

نگاہ لطف سے دیکھیں اگر حضور ای شلا	تو ایک دم میں گداتا مج راہ ہو جائے
------------------------------------	------------------------------------

۲۔ ذیقعدہ ۱۳۱۸ھ

محمد پہ دل اپنا شیدا ہوا ہے	ستارہ نصیبے کا چمکا ہوا ہے
فرہ اسکو آتما ہے عشق بے بی کا	وہ جسکی نظر میں سما یا ہوا ہے
نہ ہی آپ کا کوئی ہمسر نہوگا	یہ دیکھا ہوا ہے یہ سمجھا ہوا ہے
خداوند عالم ہے حج طرح واحد	حبیبِ خدا بھی تو کیسا ہوا ہے
احدا و احاد میں ہے فرق اتنا	یہ بندہ ہوا ہے وہ کوا ہوا ہے

کہ خیر الورا آج پیدا ہوا ہے	کہ ہودل سہیل علی اہل مجلس
جو عین حقیقت بنیا ہوا ہے	اُسی ہی کوئی پوچھی ہے کون احمد
فری جانتا ہے جو سمجھا ہوا ہے	احد اور احمد کے کس طرح واحد
کہے جسکے جو جی میں آیا ہوا ہے	مجھے کوئی کافر کہے یا مسلمان
مرے حال پر فضل ملا ہوا ہے	موصد ہوں عارف ہوں صوفی ہوں سچا

فقط نفٹ گوئی سے ارشاد تجھ کو

یہ عزت ملی ہے یہ رتبا ہوا ہے

۳۔ ذیقعدہ ۱۳۱۸ھ

لو کیونہیں اُسی جا کے جو کلی منی ہے

برکت مرے بسین ایسی شاد ٹھنی ہے

جانا ہی جو جنت کو تو غیر ہی سی جاؤ

جو آپکا عاشق ہو وہ کوئی بھی ہو لیکن

کیا پیاری کھٹک ہو تو اس تیرے ذریعہ کی

لو لاک کا تاج اُسکے ہی سر پر ہے سنوار

مقبولِ خدا ہیں وہ جو ہیں تکسر النفس

اُس جلوہ جانا میں غش آیا تمہیں ہوئے

جبریل امین آپ کو ہوں غاشیہ بردار

کس سے لب دندانِ محمد کی ہو تعریف

جو سطح کی جہارت تھی علیؑ شیعہ خدا میں

ستارہاں ہاں غوغائیں کیا چھاؤں گہنی ہے

کچھ شک نہیں اس میں کہ ادیس قسّی ہے

کیا راحت جان ہو جو چھپی کی آنی ہے

احمد جسے کہتے ہیں وہ شاہِ مدنی ہے

شیطان کو بند ہو چھین کبر و مہنی ہے

ابل میں ہو وہ شوقِ لبّانی ہے

کیا شانِ خدا شانِ سولِ مدنی ہے

لیعلٰی بختان ہو وہ میرے کی گنی ہے

ایسا کوئی تلواریں کا دنیا میں نہ ہی ہے

جائینگے جو بہت مین تو اُست کو لیو ساتھ
کیا رحم بھی حضرت کا یہ اللہ غنی ہے

خالق کی مشیت نہ ٹلی ہو ٹیٹلیگی
آخر وہی ہونا ہے جو امیر شفی ہے

کیا خوف تجھ شاد اگر اکھ عدد ہون

تیری تو مد پر شہر کی مدنی ہے

۴- ذیقعدہ ۱۳۱۸ھ

باغ شیر سے محبت کی ہو آتی ہے
غنی غنی سے مجھے بوی وفا آتی ہے

یقین ہوتا ہے ہکو در فردوس کھلا
ٹھنڈی ٹھنڈی جو مدینہ کی ہو آتی ہے

ہوں فنا ذات مین ایسا کچھ ہر سو سے
ذکرِ یاکان محمد کی صدا آتی ہے

یادِ بپا نے گناہ سکے کرم آتے ہیں
اپنی اعمال پہ کیا مجھ کو آتی ہے

ڈیوڈ کی سکویہ دیوانی قضا آتی ہے

نہ تو بکواسے ہیں حضرت قضا آتی ہے

تو جو اٹھلاتی ہوئی باو صبا آتی ہے

اے سیجا اُس کب راس فو آتی ہے

اس طرف کیون نہیں لٹ بکواس آتی ہے

لب ساغر سے ہنسی کی صدا آتی ہے

میں سمجھتا ہوں کہ شرب کی ہوا آتی ہے

ہم کو مرنے کی کہین پہلے فنا ہی حاصل

کوئی پہلو مری تسکین کا نکلتا ہی نہیں

کیا خبر لائی دینے سے سدا ہی ہم کو

تیرا جبارِ محبت تو ہی آزاد پسند

کہو کیا بھول گئی بندگی کو اپنے مولا

یاد میں ساقی کو شرکی جو پیتا ہونین جام

سانس جو سر دکھتی ہے مری قہرِ اخیر

بجھکوا اے تنہا مبارک بن موحش کی کام

کالی کالی وہ دینے سے گھٹا آتی ہے

۵- ذیقعدہ ۱۳۱۸ھ

گوشتان محمد کی شانِ بشری نکلی	وحدت کی کسوٹی پر چاندی کپھری نکلی
دیوانہ احمد تھا جب روح نے کی پروا	حورون نے کہا دیکھو کیا خوب پی نکلی
کیا الفت احمد کا ہر نسل بھلا بھولا	ایمان کی شاخ اسمین تاحشر سری نکلی
تھی نزع میں گو غفلت پر دستِ تھی یاد اگی	ہوں ہوش فدا جب وہ پنجہ سری نکلی
پہونچا یاد میں اب تک نہ مجھ تو نے	اے عشق بہت تیری بیداد گری نکلی
مقبول ہوئی طاعت صد شکر دم آخر	جو سانس مری نکلی حست سے بھری نکلی

اے شاد محبت نے کیا بات بنائی ہو

حضرت کی جو استہ عصیان ہو بری نکلی

۶- ذیقعدہ ۱۳۱۸ھ

کعبہ کا بھی ہوا اور مدینے کا سفر بھی	اسی شانہ مراد لے تو ادھر بھی ہوا ادھر بھی
کسکو یہ بہان عشق میں آرام نہیں	بیتاب ہی پہلو میں مری دل بھی جگہ بھی
حق یہ ہے کہ منصور انا الحق ہی نہ کہتا	دعویٰ کہیں کرتے ہیں خدائی کا بشہ بھی
کیا صل علی حسن خدا داد ہے تیرا	خوشید بھی قربان ہی صدق ہی قمر بھی
منزل ہی کڑی پاؤں میں نل سلب ہو گتا	ہی بارگاہ دوش پہ درپیش فس بھی
اک جام پلا بادۂ تو خیمہ کا ساقی	پیاسی سر سے مری روح بھی درخشہ جگر بھی
آنکھیں مری روتی ہیں تواب ہیں مری خدا	رحمت پہ ہون نازاں لوگنا ہو کا ہڈ بھی
یہاں محبت کو ہو کیا جینے کی امید	گل ہو کر کہیں جلتی ہے پھر شمع محرم بھی

مین تشنہ دیدار ہوں مین طالب دیدار
ہاں ساقی کو نظرِ لطف اصر بھی

برائستگی اے شاد ترے دلی مرادین

پیدا ہے دعاؤں سے تری رنگ بثر بھی

۱۰۔ ذیقعدہ ۱۳۱۸ھ

مچھکو دیدار مدینے کا خدا را ہو جا
دل مشتاق کا اُس در پہ گزارا ہو جا

پایِ بوسی کا شرف مجھ کو جو حاصل ہوئی
پستہ ہر بخت بلند می پستار ہو جا

طلبی ہند سے ہو جلد مدینے میں جضو
نام ہو آپ کا اور کام ہمارا ہو جا

سبے گرداب بلا سیوری کشتی محفوظ
دو بے کمرے مولا جو سہارا ہو جا

حشر کے روز کوئی مجھ سے نہ پوچھ گیا تھا
چشمِ رحمت سے اگر ایک اشارا ہو جا

تیرے ہاں محبت کو ترے ہاتھوں سے	تلخ دارو بھی جو مل جائے گوارا ہو جائے
--------------------------------	---------------------------------------

سج سے ہو کہ خوشی سی ہو دینے میں نہ

چاہتا ہوں کہ کسی طرح گنہ گار ہو جائے

غزۂ ذیحجہ ۱۳۱۸ھ

نظرِ لطف ادھر بھی نہ دین تھوڑی سی	دل مخزون کو تسلی ہو کہ میں تھوڑی سی
-----------------------------------	-------------------------------------

ہے تنہا کہ مدینے میں گنہ گاروں کو	عمر بانی ہی جو ای خسرو دین تھوڑی سی
-----------------------------------	-------------------------------------

خُم کے خم نہ سے لگا ساتی کو نہ میرے	ایسی پیاسے کو پلائی ہیں کہ میں تھوڑی سی
-------------------------------------	---

چہرہ سائی دریا قدس کی بچھوٹی ایدل	چاہیے خاک ہی زینتِ چین تھوڑی سی
-----------------------------------	---------------------------------

خوانِ نعمت ہند دنیا کو کبھی آنکھ پڑے	ملے شربِ بین اگر نانِ حین تھوڑی سی
--------------------------------------	------------------------------------

بعد مرنیکے مری خاک ٹھکانے لگجائے
مجھ کو بجائے مدینہ نبین میں تھوڑی سی

کرتہ بر باد تو اس نفس کو باحقون اسی شلا

آبرو سے تری اسی خاک نشین تھوڑی سی

۲۵- ربیع الاول ۱۳۱۹ھ

اللہ اللہ کل خدائی ہے اسی ہر کار کی

ہی وہ عظمت اور شوکت آپکے دربار کی

وقت آخر بھی تنہا ہے مجھے دیدار کی

جس طرف دیکھوں نظر آتی ہو صورت یار کی

ہم زیارت کر چکے اُسے برو خدا کی

شان کیا شانِ علا ہے احمد نجات کی

سُرجھکا سے رہتی ہیں سلامی ادبِ ہنیا

جانبِ طبعین تکمیلِ جسرِ پاپوں میں

موجِ حیرت ہو گیا ہوں اس قدر آبدہ سان

آرزو اب کس کو ہی رویت کی تیری ماہو نو

مست بخود ہو گئی ہیں جلوہ دلدار سے	بیخودی میں یاد آتی ہے کسی اغیار کی
جلوہ گریو تانہیں گلشن میں جب سرفرد	آنکھیں ہتی ہیں رستی نرگس بیمار کی
کھینچے ہیں جانب صحرای شیریں سے	آبلوں کو بھاگئی کاوشِ زمان کے خار کی
کاؤ عشقِ محمد خالق کہتی ہے مجھے	سب مسلمان قدر کرتے ہیں مرزا کی
نیستی مہتی میں کیا حائل ہوا دریا کوئی	کچھ خبر اس پار دال کو نہیں اُس پار کی
بول بالا ہو ہمیشہ نشا آصفیاء کا	عمر میں یارب تہی ہو مرے سردار کی

داسن اسید میرانشلا مالا مال ہو
گر عنایت کی نظر ہو جاے اب کار کی

۲۹- ربیع الاول ۱۳۱۸ھ

ای خون تیرے فدائے خبری رہنے دے

دلکشی میں تصویر دھری رہنے دے

اپنی بوباس نسیم سحری رہنے دے

پنر شیشہ میں محو عشق بھی رہنے دے

شکوہ صیاد کا بال و پری رہنے دے

پاسِ یوانگی اے بخیری رہنے دے

عشق احمد میں پشور دھری رہنے دے

ایک دم بھی نہ تصور سے ہوا سکر غافل

نکست باغِ مدینہ سے معطر ہے دماغ

بادہ شوق سے ایدل دکھی ہو خالی

گر نہیں طاقت پرواز تو حسرت ہی سہی

بے خودی ہو گئی ہے آنے دارِ حیرت

کینہ و بغض سے دل پاک رکھ پناہ بخشا

قیدِ ہفتاد و دولت سے بری رہنے دے

عزہ ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ

رسول اند آئے ہیں جہان سے

مٹھادے لاکے خوشبو امی صبا تو

یہاں ہم جس کمین سے پوچھتے ہیں ق کہ آیا اس مکان میں کس مکان سے

وہ کہتا ہے جہان جانا ہے ہکو

محمد کی اگر سُننی ہو تعریف

مرے ساتی مجھے دوست کرنا

رہیگی کونسی پھر بات باقی

تری مژگان کا ہے مجھ کو تصور

یہی کہتا ہے جذبِ عشق ہر وقت

ہمیں ہے واقفیت اُس مکان سے

مدینے کے پہلے بستان سے

یہاں آنا ہوا اپنا دمان سے

حقیقت میں سُنو حق کی زبان سے

لب کوثر شرابِ ارغوان سے

خود می اُٹھ جائیگی جب میان سے

محبت ہو گئی نوکِ سنان سے

مدینے کو چلو ہندوستان سے

پھر اکب تیر جبرستہ کمان سے

کہین برتر سے عیش جن جاودان سے

ہوئی رد کش جب اس غنچہ دان سے

شب معراج ہی کی داستان سے

مجھے اپنے معین و مہربان سے

یہ مرغ جان عدم کے آشیان سے

کہ چوٹا اپنے وہ پہلے مکان سے

حجاب اپنا اٹھایا درمیان سے

کہ ہوا طیبہ کے جا کر پاسبان سے

کسی سے ٹل نہیں سکتی مشیت

غم عشق شہنشاہ دو عالم

گلستان کی کلی شرمگئی سے

ہو معلوم احمد کا قہر

مدد ملتی ہے کیا کیا وقت مشکل

قص میں پھنس گیا ہستی کے آکر

جدائی کا نہ کیوں اسکو تعلق ہو

خودی کھو کر خدا کو ہمنے پایا

زیارت کے لیے حاضر ہوا ہون

گناہوں سے رہا کرتا ہوں نادم	یہ طاہر ہے مری انکسٹان سے
مرے مولے مری آقاہین واقف	مرے دکھ سے مری درنہان سے
عبث زاہد مجھے کہتے ہیں مشرک	اُنہیں کیا آگہی راہِ نہان سے

مجاز آخر حقیقت ہوگا ای شاد

پہونچتے بام پر بہنِ نردبان سے

۱۰۔ ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ

طیبہ اگر مین جاؤں حاصل ہو شادمانی	جاتی رہیگی دلی یہ کاہش نہانی
بس بس نہ کر ملامت مستوں کو اس قدر تو	ہاں چھٹیرا صاحب کچھ اور ہی کہانی
دلی لگی تجھ کو اس درد کی دوا دو	زمر زمر کا تم بلا دو وہ پاک مجھ کو پانی

جو کچھ تھا اُنکو سنا معراج میں سنا

نقش قدم کی صورت رہنے دو درِ محکم

بیگانے اور اپنے سوجان سی فدا ہیں

اللہ کی نوازش ایسی تھی مصطفیٰ پر

زیبا ہے قد و قامت صل علی محمد

اندار عشق کی سب زینگیان یہ دیکھو

ہوں عارض نبی پر سوجان سی فدا ہیں

یارِ ببدل کی قسمت اتنی ہو بس عنایت

سے نقش موج دریا حادث ہے سارا عالم

سبز بہان سنا تے جبریل کیا زبانی

کرتی ہے عرض تمسی یہ میری ناتوانی

بلے دیکھے بھالی تمپر اللہ ری ولساتی

خود اپنی ذات سے تھا مصروف میہانی

سے یہ الفنا حد کا یا سرو بوستانی

اُنکھیں ہیں آبدیدہ اور رنگِ عطرانی

ساتی پلا دے مجھ کو اک جامِ ارغوانی

احمد کے در کی مجھ کو بجایِ پاسبانی

قائمِ قدیم سے وہ دنیا ہی ساری فانی

گر لاکھ دن بھی جیتے تو کیا دلاوری ہے مارے جو نفس اپنا اُسکی ہے پہلوانی

تو اور مروتِ اندر سے یہ دعویٰ

تو اور مثلاً تیری لایف نکستہ دانی

۱۵۔ برسیع الثانی ۱۳۱۹ھ

خاک پایِ نبوی شلا جو پاتے جاتے اپنی آنکھوں کا اُسے سرمہ بناتے جاتے

آمدِ شہ سے نفس کی یہ ہوا ہی معلوم عمر گھٹتی ہی فقط سانس کر آتے جاتے

ولو لے جوشِ جنون کی جو ترقی کرتے اپنی شوریدہ سری ہم چھٹی کھاتے جاتے

خار دامن ہی اُلجھتے تو مزہ ہوتا پھر کلکڑے اسی جوشِ جنون اُگلے جاتے جاتے

یاد سے آپ کی آباد ہے یہ دل ورنہ آگ میں خانہ ویران کو لگاتے جاتے

اسی دنیا میں لگی دلی سجااتے جاتے

رازیہیں ساری خدائی کو ساتے جاتے

آرزو یہ بھی ہو پوری مری جاتے جاتے

دیتی رہ دلو تسلی مرے آتے جاتے

خار اس راہ کو لکیوں سے اٹھاتے جاتے

ساقیا میں مل جاتی اگر کوثر کی

پوچھتے کیا ہو تم اس خانہ دلی وسعت

قبل مرنے کے دین کی زیارت ہو جا

اے صبا کچھ تو سنا ہو کو دین کی خبر

ساتھ ہم قافلے کے جاتی کبھی طیبہ کو

عشق کی راہ نہوتی خوشی اور فراز

شاد چہر کیلئے ہم ٹھوکرین کھاتی جاتے

۲۰۔ ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ

اپنے نبی کو دین میری جگہ تو کرے

عاشق ہوں یا الہی تو عشق میں اتر دے

کثرتِ کار اور خودی سے ہوش بھوکڑے	ساتی پلا وہ بادہ وحدت کی پٹ جہو مین
دیکھے جمالِ اسکا جسکو خدا نظر دے	دیدار اسکو ہوگا ہر جزو اور کل مین
نقشِ قدمِ نبین ہم ایسا دل و جگر دے	لغزش نہ ہو قدم کو پلٹین نہ درستی دے
رہبر ہوشوق میرا اٹنے کو مجھ کو پے	طائر کی طرح اڑ کر پہنچوں مدینِ یارب
زیرِ قدم تو اُنکے آنکھوں کو فرش کر دے	آتے ہیں وہ مری گھر جا گئے گنبدِ ایل
دنیا ئی دون الہی فرصتِ مجھے اگر دے	دل میں ٹھنی ہے اپنے جا کر دن زیارت
سرمہ بھو خاک اپنی پامال کر تو کر دے	سے آرزو کر آنکھوں میں گھر کرین ہم

بلوایا ہے بنی نے تجھ کو مدینِ وِستاد

باو صبا خدا را اتنی مجھے خبر دے

۲۸- ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ

مرے دلین تپ سوزِ درون ہے	غم ہجرِ محمد کا مجھے شادِ فروں ہے
عشرتِ کدہ دلینِ مریں آج ہر ماتم	کس الفِ سیت کا جگو چین ہے
پھر کشمکشِ چارہ سودا میں پھنسا دل	پھر زور و نہ ان روزوں میں خوش بن ہے
کیون آہ کی تاثیر ہوئی جاتی ہوا لٹی	اسمیں بھی الہی اترِ سجتِ نگون ہے
خود دردِ مرے درد کا درماں ہر گلہ کیا	تکلیف نہو مجھ کو تو کس طرح کہوں ہے
ناموسِ وفا کا ہے اُسے پاس گر نہ	آبادہ جلا نیکو مرے سوزِ درون ہے
میرے دلِ خنیا کی عیالت ہر شبِ روز	بیتاب کسی دم ہے کیونٹ کن ہے
اُٹھلاتی ہوئی آئی ہے جو بادِ صبا آج	مزدہ کوئی لائی ہو کوئی نیا شگون ہے

جسکے خودی کھوئی وہ پہونچا سیر منزل | گرم گنگی کے نشا بہان راہنمون ہے

۳۔ جمادی الاول ۱۳۱۹ھ

یاد آئینگے جو گیسو تو پریشان ہونگے	ہم خیال بُخ پر نور میں حیران ہونگے
داع سینے کے چراغ تہ دامان ہونگے	ساتھ تربیت کے لمحہ میں جو پہنہا ہونگے
آجکی رات محمد مرے مہمان ہونگے	حق نے جبریلؑ ہی مہراج کی شب فرمایا
قیس کی طرح بھی چاکریان ہونگے	ایجنون چھینٹر کے ہلکے بھی ذرا دیکھ لیا تو
عرض کر دو نگامری و لمین جواوان ہونگے	جو ضلے اپنے نکالوں کا مدینے چلکر
آبلے پاؤں کی اور خارِ فیضان ہونگے	دشتِ شیریں میں دو اہوگی مری چھا لوگی
ایسی ہی دلہن مری شیفۃ لیان ہونگے	جیسے ہی میرے جگر سے نگرے ناز کو ربط

لیکیا بخت اگر روضہ اقدس کی طرف	جان و دل سے کبھی صدقہ بھی نہ دینگے
ہم کو تو گلشنِ طیبہ میں اڑا کر لہجہ	ہم ترے با و صبا بندہ احسان ہونگے

بت پرستی میں کئی عمر تو کیا پروا ہے
 سنا ہم جا کے مدینہ میں سلمان ہونگے

۸۔ جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ

نام احمد سے یہاں عشق سوا ہوتا ہے	شوقِ پا پس مجھ کو ذوقِ فزا ہوتا ہے
سے جُبدائی تو بہشتِ شاق مگر کیا کیجے	شکر اس حال میں کرنا بھی کُلا ہوتا ہے
شوقِ سجدہ سے مگر بخت نہیں ہر بار	اس کا انجامِ فردا کیسے کیا ہوتا ہے
تو ہے دریا کے کرم اور میں ادنیٰ قطرہ	شکرِ نعمت ترکبِ مجھ سے ادا ہوتا ہے

یار و اغیار بہینِ سطحِ تری شیدائی	جس طرح شمع پہ پروانہ فدا ہوتا ہے
ہوئیں مقبول دعائیں بطفیلِ حضرت	قادرانہ از ہوں کب تیر خطا ہوتا ہے
ذاتِ مین اسکی فنا کرے تیریں جیت ہی کو	یہ جو بندہ ہر خدا جانے وہ کیا ہوتا ہے
تجھ کو معلوم نہین کہ کاہوں بندہ کہ چرخ	مجھ کچھ واسطی مگر گرم جفا ہوتا ہے
مر جا چرخ سے سب حور و پاک کہتہ ہیں	لغت گو آپ کا جب نغمہ سرا ہوتا ہے

بی طلب اسکی نعلیا تے بہین سارا ہی طلب

شاد کے حال پہ جب فضلِ خدا ہوتا ہی

ہـ شوال ۱۳۱۹ھ

اسطرح حب محمد جاگزینِ دل ہیں	جس طرح لیلہ سے محبوبوں جلوہ گر عمل ہیں
------------------------------	--

موج بُوئے گل ہنیں ہر دست و پائی فا	جیسے آتش تنگ مین ہر دیر ضرور دہلین ہے
باعثِ تکوینِ عالم آپ ہی کی ذات ہے	رواقِ شمعِ نبوت آپ ہی مغل مین ہے
مرغِ دل کو تیغِ ذوق لے گیا ہر نیم جان	اٹکے پہونچے یہ دینی دم کہاں بل بیت
ہو ادھر شوقِ زیارت اور ادھر ہر یکا روبر	دل کشاکش مین پڑا ہر جان کس کل مین ہے
حسرت مین مرقد مین ہرین طبع مین جان بونچی ہو	ہی ٹھکانے پر مسافر کا روان منزل مین ہے

کوئی دم خالی ہنیں ہے ذکرِ حمد و نعت

نکسایات اور کس فاکر مین کس شاغل مین ہے

۳۰۔ رمضان ۱۳۱۹ھ

خودی اپنے دل سے مٹائے بزرگی

ہمیں تو خدا سے لگائے بزرگی

بظاہر چھپے ہیں جو حضرت تو کیا ہے	قیامت میں صورت دکھائی ہوگی
جدا دنی میں بڑا پائینگے وہ کہا تک	جس حال ہو کہ بلائے ہوگی
ہماری تمہیں داد دینی ہی ہوگی	ہمیں اپنی حاجت ملے ہوگی
چھپاؤ گناکب تک میں راہِ محبت	جو دہلین ہو لب پر وہ لائے ہوگی
جو مشکل کشا ہو مری بات بگڑی	بنائے بنے گی بنائے بنے گی

کہان تک کر گنا گنہ شاد چمک

تجھے حق کو صورت دکھائے ہوگی

۲۹- شوال ۱۳۱۹ھ

یارِ ترے حبیب کا ہو آسرا مجھے	تجھے وہ بخشو امین گے روزِ بزمِ مجھے
-------------------------------	-------------------------------------

پہونچا کسے اب مدینہ کو میرے خدا مجھ
 روزِ است میں نے جو لفظ بے کہا
 ڈھونڈا جہان میں نہ ملا مجھ کو کوئی اور
 کس طرح انکے ساتھ تری جان میں دھان
 اتنی سی آرزو ہے میں کو جاؤ نہیں
 یارب یہی دعا ہے مری اگر قبول
 روئے کی خاک چاٹ کر کہتا رہوں گا میں
 کس برقِ شکر دہیان مری دل میں لایا
 جس سمت دیکھوں میں ہی صورتِ نظر پر

جلدی دکھا دے روضہ خیر اور مجھے
 سوچھی نہ ابتدا ہی میں کچھ انتہا مجھے
 ہے آسرا تر ہی شدہ دوسرا مجھے
 تو ہی بتا دی راہ وہ پیکِ صبا مجھے
 ارمان کوئی اور نہیں یا خدا مجھے
 مشاق ہوں مدینہ میں آنے قصا مجھے
 اکسیر دردِ دل کی ملی ہے دوا مجھے
 کسکی تھی یاد جس نے کہ مڑ پا دیا مجھے
 سوچھی نہ اور کچھ بھی تمہاری سوا مجھے

کشتی کو اپنی بادِ مخالف سے خون کیا	احمد سایا خدا جو ملا ناخدا مجھے
بیمار ہوں میں عشق میں سبطِ رسول کو	کوئی پلا دے گھوٹکی خاکِ شفا مجھے
نازک سوا ہے شیشی سے پہلو میں دل	پتھر سے کم نہیں سخنِ ناروا مجھے
فضلِ خدا ہے احمدِ مرسل کا ہر طفیل	علیٰ ترین یہ شادا جو رتبہ ملا مجھے

غزہ شعبان ۱۳۱۹ھ

بلوایے گا مجھ کو رسولِ خدا کبھی	کیجے گا سفرِ از رشید دوسرے کبھی
جاؤں دینے ہند سے ایسا ہو یا خدا	ہو جائے مستجاب می یہ دعا کبھی
تیرے بٹی کی مجھ کو زیارتِ نصیب ہو	بیدار ہوں نصیبِ مری یا خدا کبھی
ہر وقت آپ ہی کا بھروسہ رہا مجھے	ڈھونڈا کسی کامین نے نہیں آکر کبھی

جو کچھ طلب کیا وہ تمہیں مسطرب کیا

غیر وہی کی نہ شادانے کچھ التجا بھی

۹۔ شوال ۱۳۱۹ھ

جسبہ خال اپنی بٹھا کو اڑا کر لی گئی

برقِ وقت نہ کیا تھا خرمِ بہتی کو خاک

منزلین طو کر کے جا پہونچا دینی میں اخیر

کام آیا بعد مرنے کے مرادِ عجب گر

یہ چلتے تھے کہیں پکار اعمالِ دفعہ میں مجھے

ایک پل میں شوقِ رازِ پنچا واطیب کی نشا

باو شرب بہر استقبال آ کر لی گئی

اسکو بھی افسوس ہر آندہ ہی اڑا کر لی گئی

جستجو میری مجھے گھر گھر پھر کر لی گئی

قبر میں الفصیح مجھ شعل دکھا کر لی گئی

رحمت کی جوش میں آئی چھڑا کر لی گئی

یہ بڑا مجھ کو اڑا کر پر لگا کر لی گئی

۱۳۔ رجب ۱۳۱۹ھ

نہایت نام سے ہکو سرور ہوتا ہے	نہایت آنکھوں سے افسانہ دور ہوتا ہے
احدین اور ہی احمدین ایک میم کا فرق	کوئی یہ فرق بتانا مقصور ہوتا ہے
خدا کے نور سے جنکو نہیں ہر کشف قلب	انہیں بجلا کہیں کشف قبول ہوتا ہے
دعا کی واسطے دل کا خلوص ہی لازم	اسی دعا کا اثر بھی ضرور ہوتا ہے
خدا کو آپ کی خاطر ہے ہر طرح منظور	جو چاہیں آپ وہ بیشک حضور ہوتا ہے
کرین جو میری شفاعت ہو وہ کیوں بیکار	قبول آپ کا کہنا ضرور ہوتا ہے

نصیب آٹھ پہر شلا کو حضور ہی ہے

خیال طیب کہیں دل سے دور ہوتا ہے

۱۳۔ رجب ۱۳۱۹ھ

آپکے عشق میں دنیا سیر گذر جائینگے	نام ہم آپکا لیتے ہوے مرجائینگے
مہم وصل کی تیر جو بن آئی ہے	زخم سب دیکھتی ہی دیکھتے پھر جائینگے
قبلہ و کعبہ مقصود ہی حضرت ہی کی ذات	چھوڑ کر آپ کے ہم در کو کھیر جائینگے
اُسکو پاجائینگے اک عمری چرکی تماش	آپ پیر کی بھی ہم جو گزر جائینگے
اُسکی جنت ہر گناہوں سے ہمارے بڑ بکر	نا خدا وہ ہے تو ہم پار اتر جائینگے
یاد فرمائینگے جو وقت حضور والا	ہم دینے روش تیر نظر جائینگے
قوت بازو ہست سے عنایت کی	زور اعدا سے بھلا ہم کہیں مٹ جائینگے

رکھ تو کل پنظر ہو نہ کبھی تو مایوس

کام بگڑے ہوئے ایشیا سنو جائینگے

۷ جمادی الاول ۱۳۲۰ھ

اپنا آقا سید ابرار ہے

دو جہان میں ایک یہ کٹر ہے

تام اسکا اسلیے سردار ہے

وہ تو اپنا احمد مختار ہے

دیکھ آئینگے بڑا دربار ہے

اسلیے گریان چہ چشم زار ہے

شادیاں شاد رکھ فختار ہے

مرحبا کیا طالع بیدار ہے

آپکا در چھوڑ کر جاؤن کہاں

کہلے حق منصور سولی پر چڑھا

کہتے ہیں سب جسکو محبوب خدا

آؤ شیرب کو چلین اے مومنو

دل ہی بریان اور جگر پر مائش

جو رضا تیری سرانگھون پر مرے

اپنی کشتی پھنس گئی گرداب میں	نا خدا کوئی نہ کوئی یار ہے
آپ گر چاہیں تو مشکل سہل ہو	آپ حامی ہیں تو بغیر یار ہے
کیا کہوں میں اپنی حاجت آج	آپ پر روشن ہی جو درکار ہے
کیجیے گر رحم تو جی جاؤ نکلا	ورنہ اب جینا بہت شمار ہے
ہم تو بندے ہر طرح مجبور ہیں	تو ہی مولیٰ اور تو مختار ہے

کافر عشق محمد ہون میں شاد
سمجھ سے بڑھ کر مر ازار ہے

۲۶۔ جمادی الاول ۱۳۳۰ھ

روح جو دو جہان میں ہی شاہِ اہم ہے	سار اظہور آپ ہی کو دم قدم ہے
-----------------------------------	------------------------------

ہمکو غرض حرم سے نہ بیٹا الصنم سے ہے	بندی ہیں جسکی کام اُسکیے کرم سے ہے
باطن میں ذات ایک ہی ظاہر میں عبد و ر	عقدہ کھلا یہ ہمکو شگاف قلم سے ہے
کھلاتے تھے ہیں تری در کی فقیرین	جنت سے واسطہ نہ غرض کچھ ارم سے ہے
اسپر جو کرم تو یہ ناشاد ہو	محزون دل حنین جو پس کلام سے ہے
لا تقنطوا سے وجہ تسلی ہم سے لیے	اُمید مجھ کو تیری ہی فضل و کرم سے ہے
واقف نہو گا راز فنا و بقا سے وہ	مطلب اگر بشر کو وجود اور عدم سے ہے
ہو آرزو کہ آپ کے در پر پڑا رہوں	دولت سے کچھ غرض ہی نہ جاہ و ختم سے ہے

اسی شاد خوب نعت میں ہو گمانی گل

پھولی پھولی یہ شاد ختم ہار قلم سے ہے

۲۷ جمادی الاول ۱۳۲۰ھ

صبحاً حضور کو جا کر سلام پہونچا دے

نہ کر تو خاکِ لوح کو مری صبا برباد

نسیم اتنا کرم کر کہ دان مجھے لو چل

مجھے مدینے کے رخسار و عالم جاتین

وطنِ مین ل ہو مراد وین معن غربت مین

عمرِ فراق سے لب پہری جان ہو قاصد

اگر نسیم گز ہو تو برابر اس خلد

یہ آرزو ہے مری لہو سن لین غمت بتی

خدا کے واسطے میرا پیام پہونچا دے

اڑا کے جانبِ بالِ سلام پہونچا دے

میں جگر در کاہون ادنیٰ غلام پہونچا دے

ہنہیں ہی میری لہو کو تک تمام پہونچا دے

مجھ کو مدینے میں جتلیارم پہونچا دے

خبرِ نجد مستغیثہ الا نام پہونچا دے

شہِ مدینہ کو میرا سلام پہونچا دے

صبا بیٹے مین میرا کلام پہونچا دے

حضور تک تو مگر میرا نام پہونچا ہے

سُنین وہ یا نہ سُنین میری داستانِ قاصد

بحقِ حضرتِ خیرِ الاتام پہونچا ہے

مجھے دینے میں اکبارا ہی خدا ہی جہان

علیٰ کہینگے یہ کوثر یہ چورِ جنت سے

جہان ہوشادِ دان لیکِ جامِ پہونچا ہے



مخمس بر غزل قدسی

مین فدا تمپہ دل و جان ہون اکہ سہنی	بجھ کو یلو الویدی مین شہ مطلبی
یہی کہتا ہوا آؤن گا جو ہوگی طیبی	مرجبا سید کی مدنی احسبی

دل و جان باد فدایت چہ عجبت لقی

چاند سادیکھکے ٹکڑا ہوا حیران عالم	ہے عیان قدرت حق آپسے اوشا وائم
وصف اس حسن خدا داد کا کیونکر ہو رقم	مہن بیدل بچیاں تو عجب حیرنم

انصاف چہ جاست بدین العجبی

کیون نہ مین آپ کو قدر نہ کر دن سر کو فدا	مین بھی ہوں ہندہ درگاہ مقدس بخدا
--	----------------------------------

آپسار تیرے مین نے نہ کی کو پایا	نہتے نیست نہایت تو بنی آدم را
---------------------------------	-------------------------------

برتر از عالم و آدم تو چہ علی بنی

بان پلا دیجیے مجھ کو مے توحید کا جام	اسی شہر ابر کرم مجھ سے فخر انام
ایسے دربار میں آکر نہ پھرون میں نا کام	نخل بستانِ مدنیہ ز تو سر سبز مدام

زان شدہ شہر قفا قاف بشیرین طہی

آپ کی مدح کروں میں مرا کیا ہے مقدور	کہ لقب آپ کا ہے سرورِ عالم مشہور
آپ کے تابع فرمان ہیں سبھی جو رقص و	ذات پاک تو کہ در ملکِ عرب کر و ظہور

زان سبب آمدہ قرآن بزبانِ عربی

اُس سبھی میں نے بھلا تھا جو ساوکی	یاد آتی ہے خطا اپنی وہ مجھ کو ہر دم
-----------------------------------	-------------------------------------

کیجیے حال پہ بند کر ابا شاہ کرم	نسبت خود پہ گت کر دم دسین منفعلم
---------------------------------	----------------------------------

زائکہ نسبت بسگ کو ی تو شد لڑ ادبی

مجھ کو کونین بین کافی ہو نقطہ آپ کی ذات	عرض کرتا ہوں خدا کیلئے سُن لہجہ بات
بھر عصیان سے مجھ کو دیکھو آبِ نجات	ماہمہ شد لبانیم و توئی آبِ حیات

لطف فرما کہ زحمت سیکزد رشتہ نبی

شلا کی عرض ہو دزات ہی میری بی	سارے اعدا پہ رہی فتح خیرِ آصف کی
فصلِ حق اور مدد آپ کی ہو اسپر بھی	سیدی انت جمیدی و طبیبِ قلبی

آمدہ سوے تو قدسی پُر دریاں طلبی

ایضاً

تو وہ ہی فخرِ نرسل صاحبِ لاکِ بنتی	ساری عالم کی ترسی شان ہی شانِ دہلی
------------------------------------	------------------------------------

ختم ہے تجھ پہ نبوت ہو کہ عالی نسب ہی	مرحبا سیدِ مکی مدنی العسبی
--------------------------------------	----------------------------

دل و جان یا فدائیت چہ عجیب نشِ لقبی

یا دروا لاسے ہی مہمور مرے دل کا حرم	نامِ پاک اپکا ہے زخمِ جگر کو مرہم
-------------------------------------	-----------------------------------

آپ کی شان ہی کچھ اور ہے اللہ کی قسم	سنِ بیلِ بجاں تو عجب حیرانم
-------------------------------------	-----------------------------

انتہا چہ جالست بدینِ بوالعجبی

حق نے خود آپ پہ پہچا ہی درود اور سلام	آپ کی ذات ہی چشمِ شہدِ دینِ اسلام
---------------------------------------	-----------------------------------

فیضِ والا سی نہیں ننگِ شجر بھی ناکام	نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سر سبز مدام
--------------------------------------	------------------------------------

زان شدہ شہرہ آفاق بشیرینِ بطبی

یابنی آپ میں موجود ہیں خالق کو صفات	آپ سے دین میں پھیل رہیں یہاں پر کثرت
-------------------------------------	--------------------------------------

فیض بخشی میں ہر کتای زمان آپ کی ذات	ماہر شہ نہ لیانیم و توئی آب حیات
-------------------------------------	----------------------------------

لطف فرما کہ زحد میگذر دشت نہ لہری

ہر سگ کہتے تہو میں وہ افضل اکرم	شرم ہی اس سے بھر و نہیں جو مساوی کام
---------------------------------	--------------------------------------

میں جو گستاخ ہوا اس کا ہے دزلت الم	نسبت خود بہ سگت کردم و لبس منفعلم
------------------------------------	-----------------------------------

از آنکہ نسبت بسگت کی تو شد بل ادبی

اپنے بند و کی خدا کو تھی ہر ایت منظور	اکفر و اسلام میں جو ذوق ہی فرمائیں حضو
---------------------------------------	--

آپ کی ذات پر زیبا تھا یہ زیباً منشور	ذات پاک تو کہ در ملک عرب کو ظہور
--------------------------------------	----------------------------------

تران سب گادہ قرآن بزبان عربی

برسر طور تری ذات تھی حبس لوہ فرما
جلوہ گروہ مقدس سے ترا ہی ہر جا

ذات ہے اعجاز بے بیم تری اسی مولا
نسبت نیست بذات تو نبی آدم را

برتر از عالم و آدم تو چہ علی نسب

خوف کراہی گناہوں کا مجھے شام و سحر
آنکھیں پر آب ہیں اور سینہ میں دل بھڑھڑ

اب تو ہے درد زبان میں یہی آنکھیں
چشمِ حمت بکشا سوئے من اندازِ نظر

اے قلشی لقبی ناشی و طلیبی

دشمنِ جان ہیں مری سنج و غم و درد سبھی
فکر دنیا سے فراغت نہ کبھی مج کو ملی

شلا ہو جاے پڑی چشمِ کرم چہ تری
سیدی انت حبیبی و طیبی قسبی

آمدہ سوئے تو قدسی پے در طلیبی

ایضاً

تیرے دم سے تر و تازہ چمنِ مطلبی

باغبانِ ازلی کا تو ہے محبوبِ نبی

مرجا سید کی مدتی العربی

تجھ سے سر سبز ہے گلزارِ شفاعتِ طلبی

دل و جان با وفایت چہ عجب بخشِ لقبی

حورو غلمان کی بھی تعریف ہو لگو نہیں بہم

حسنِ یوسف پہ فدا کر چہ پراک عالم

منِ میلِ بجال تو عجب حیرانم

سامنے عارضِ روشن کو بہنِ فخر کو بھی کم

اقتدارِ چہ جاست بدینِ بوالعجبی

قدرتِ اتد کی آئی نظرِ وصلِ علی

خوابِ بینِ نینِ نذرات جو تری کی مولا

نسبتِ نیست بذاتِ تو بنی آدم را

ذکر سے مہر کی تعریف بھلا کب ہو ادا

برتر از عالم و آدم تو چسبی النسبی

تجھ کو حق کہہ نہیں سکتا میری شاہد لو لاک	پر جد ابھی نہیں تھی سو تیری نیت پاک
جاننا تیری حقیقت کا ہے دور ازاد رک	شب معراج عروج تو گزشت از افلاک

بقا میکہ سیدی نرسہ بیچ نبی

سے ظہور چین دہر کی تو اصل تمام	باغ عالم کا تجھی پر تو ہی موقوف قیام
کیون پچھلے پھول نہ تجھ سے یہ یاض اسلام	نخل بستان مدینہ ز تو سر سبز مدام

ازان شدہ شہر و آفاق بشیرین طبعی

تھی دکھانی جو تری شانِ جلالِ منظور	ذاتِ آدم سے بھی پہلی ترا پیدا کیا نور
حق کا مقصود ہے کہ تا تری خاطر سرفور	ذاتِ پاک تو کہ در ملک عرب کر و ظہور

زان سبب آمدہ قرآن بزبان عربی

گرچہ اسلام سے ظاہرین نہیں ہیں مگر ممتاز
دل سے بندہ ہوں تر تو ہے مرا بندہ نواز
پر خدا کی قسم اس بات پہ سے مجھ کو ناز
بر در فیض تو استادہ لب بدعجز و نیاز

شامی و رومی و ہندی مینی و سبلی

قلم ہم ہستی بہ قطرہ ہے شامتری و آ
اہل عرفان بھی اسی وجہ کی تہو ہیں یہ بات
اگر کسی کو ہوں کی طرح سے معلوم نکات
ماہر تثنہ لبانیم و تولی آب حیات

لطف فرما کہ زحد میگذر و تثنہ لبی

عدل فرمایا گا اللہ جو روز محشر
تھام کر پیکار امن یہ کہو نگاہ سرو
خلق عصیان کی سبب ہو گی نہایت مضطر
چشمِ رحمت بکشا سوئی من اندازِ نظر

اے قریشی لقبی ہاشمی و طبیبی

آصف و شاد بہ دائم بہ نظر شفقت کی
ذات والا کے سوا کوئی بہنیں نہی حامی

اے شہ ہر دوسرا عرض ہو قبول ہری
سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی

آمدہ سونو تو قدسی پے در مان طلبی

ایضاً

رتبہ خاص کو پہونچانہ ترے کوئی نہی
شان والا ستیری سب کی شان مہی

ہر عیان ساری جہان میں تری عالی نہی
مرحب اسید ملی مدنی العسبی

دل و جان با وفایت چہ بخش لقبی

در میان ملک و حور و پری و آدم
اگر چہ پیدا ہوئے لاکھوں جہیں تائیم

پر ہوا تجھ سنا پیدا کوئی اللہ کی قسم	سین بیدل سجال تو عجب حیرانم
--------------------------------------	-----------------------------

اللہ اقدار یہ جالست بدین بوا لعجبی

کہہ نہیں سکتا ہوں ہر چند کہیں تجھ کو خدا	اگر اس میں بھی تو کچھ شک نہیں میری بولا
چشم حق بین سے تجھے دیکھے اگر کوئی ذرا	نسبتے نیت بذات تو بینی آدم را

برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

مے عرفان کا پلا دی مجھے مولا اک جالم	اپنا دیوانہ بنا لے مجھے ای خیر انام
کیا عجب صورت خانہ مرا بھی ہو مقام	نخلستانِ بدیہ ز تو سر سبز مدام

مان شدہ شہرہ آفاق بشیرینِ رطبی

حسب دنیا سی ہوئی جاتی ہر حالت تیر	عمر افکار میں ہوتی ہوشہا میری بسر
-----------------------------------	-----------------------------------

چشمِ رحمت بکشا سوزِ من اندازِ نظر	گر ہی سے تو بچا لے مجھ کو غمِ شیر
-----------------------------------	-----------------------------------

اے قریشی لقبی ہاشمی مصلبی

اے مرے ختمِ ریل بہارِ یونی اٹھ پک	ہے تنہا کہ مدینہ میں رہی میری خاک
تیرے آگے ہر سب آسان مری شاہِ لولاک	شبِ معراج عروج تو گدگدت از افلاک

بقا میکہ رسیدی نرسد ایچ نبی

شکِ بہنیں آسین ذرا اندرِ احد ہی ترانور	نام ہے احذیب لے سیم جہان میں شہور
ہر طر سے ہو خدا کو تری خاطرِ منظر	دوستِ پاک تو کہ در ملکِ عرب کرو ظہور

زان سبب آمد قرآن بزبانِ عربی

لغت گوئی تری اس شاہِ ہر خدمت میری	ہو یہ مقبول تو دارین میں ہو مسرت میری
-----------------------------------	---------------------------------------

سیدی انت جلیبی طیب قلبی

دین و دنیا میں رہو نشاد بعد شوق نشوی

آمدہ سوسے تو قدسی پے دربان طلبی

مخمس بر غزل امیر خسروؒ

ای سرور پیغمبران کسکو ہی تجھے ہم سہری

ہر ختم تجھ پر پانہی سب سرور و نکی فری

ای چہرہ زینباے تور شکِ بتان آذی

عاشق تری جتنے ہیں دلِ بکون تیر کی شری

ہر خیزد و صفت میکینم لیکن اذان بالا تری

اے میری محبوبہ خداتجھ کو ہر سب بزرگی

رحمت گتیری ہو وہی ہو ساری اُسٹ پوری

تو از پری چاک بتری دُرِ برگ گل نازک تری

تجھے عیاں شانِ خداتجھ میں ہر خوشی بھری

دُرِ ہر چہ گویم بہتری حقِ اعجابِ دلبری

تجہا حسین کنین مین کوئی کہیں سہاوی تو	ترے رنج پر نور پر اپنی نظر ٹھہرے تو
یوسف مقابل مین تری اچھا کسیدن آوی تو	عالم ہمہ دنیا سے تو خلق خدا شنید آوی تو

این ز گرس رعنائی تو آورده رسم کافری

لاکھوں بہن ل تجھ پیو ایا کہا گوئی صنم	سرخ می کیا کہوں مارا نہیں جلاہی دم
احمد تجھو بیہیم کا کہتی ہیں اندکی قسم	آفا کہا اگر دیدہ ام مہربان ورزیدہ ام

بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیز دیگر

تجہا نپا ینگے کہیں دھو دین اگر تم میرے	حیران ہیں ششدر ہیں حبب ماکن باو شہر
تیری رنج پر نور مین نور خدا سے جلوہ گر	ہرگز نیاید در نظر صورت درویش خوبر

شمسی انم یا قمر یا دھڑ دیا شہری

تصدیر کی کھج کے یہ تو کبھی مکن نہیں

پیدا ہوا ہے اور ہو عالم میں ایسا نازین

صورت گر نقاشِ حینِ اد صورتِ یاسین

کر لے خود اسکا استخوان کیونکہ ہکوا یقین

یا صورت کے کش اینچنین یاد رکھ کن صورتِ گری

ارشادِ پیرِ مشکا ہے یہ باتِ ہر دہ پر گدی

یہ خاصِ وحدت کی صفتِ اندہ نہ تھکوا ہی

سُقِ شدم تو سُنِ شیمی من تن شدم تو جانِ شیدی

پردہ دُک کی کا اٹھ گیا جب منگنی دِ سِخوری

تاکس نگوید بعد ازین من دیگر م تو دیگر

ہی اکابرِ ہر دو جہان ای خواجہ ہر سُر

دو نونِ جہان میں کوئی بھی حامی نہیں ہو سُر

خسرو و عزیزیت دگدگ آفتادہ در شہرِ شاما

یون عرض کرتا شلاہی در بابِ بین تیرِ کھڑا

باشد کہ از بہرِ خدا سوسے غریبانِ گبی

قصیدہ

بادهٔ عشق کا ہر دل میں سرور	مے وحدت سے آج ہوں مجبور
ہر یہ مشتِ غبار تلوے طور	فاکسادی میں اوج سے حاصل
خوش نصیبی پہ اپنی ہوں مغرور	بے نیازی پہ جانِ تیا ہوں
اگرچہ مخلوق کو ہوں دوسرے دور	اپنی شہرگ کر آپ ہوں نزدیک
گرچہ عالم میں نام سے مشہور	دیکھتا ہی نہیں مجھے کوئی
جو ہر خیرِ خفیا و ظہور	دیکھتا ہوں بس وحدت کا
کہ ہوں آزاد کچھ نہیں مجبور	میں وہ شہبازِ باغِ وحدت ہوں

میں وہ طوطی باغ وحدت میں

گر نہیں جانتا مجھے کوئی

تین دہائیوں میں نہیں پابند

میں وہ لذت میں جبر و اشتاق

مجھ کو دیکھیں تو جانیں اہل صبر

میں بھی اپنی ہنرمیں بن گیا

حالتِ دل دکھاؤں کچھ اپنی

تکے جب ہوا ہر جلوہ فگن

اپنے مقصد کو پا گیا میں آج

چھپے میرے بخت میں سرور

ہے فراست کا ایسی قصور

کعبہ و دیر میں مرا سرے ظہور

تا کہ میں جیسے نشہ کی انگور

روزِ روشن میں یا شبِ یحیور

جیسے حق کہنے میں دل منصو

یہی دل سے مجھ کو بھی ہر منظور

حسانہ دل مرا ہوا معمور

ہو چکی سعی سب مری مشکور

صاحبِ عقل اور اہل شعور	کرین تمیز مجرک کو اہل نظر
ہنہیں ہن گچہ نہ نغمہاے طیور	نالہ دل مرے ترانے میں
بھول جاؤں یہ کتبِ زبور	سنیں نغمے جو حضرت داؤد
عشق ہی میری داستانِ مشہور	حسن کا اپنے آپ عاشق ہوں
کفر اور شرک ہو گئے کافور	شمع وحدت جو دلیں ہر روشن
اپنی خلوت سی میں نہیں ہوں دور	ہوں مسافر وطن کو ہی اندر
ہوں امانت کا اپنی میں مزدور	کہیں خسرو ہوں اور کہیں یون فر
ایک سا ہے مرا خفا و ظہور	ہاں تماشما کوئی دیکھے
کہیں ناشاد اور کہیں مستور	کہیں نشادی ہوں اور کہیں ماتم

کاروان میں کہیں صد اسرار	ہوں وطن میں مگر ہے منزل اور
کہیں میخانہ کا ہون پیرستان	کہیں ہوں رند بادکش مشہور
بزم میں نیک جام جمشیدی	کہیں ہوں کاسہ سہر فقور
کہیں کاشی مقام ہے میرا	کہیں کعبہ ہوں قبلہ چہرہ
ہنہیں واقف کوئی حقیقت سے	کہ ہوں ظلمات یا ہوں بلغم نور
کوئی سمجھا کہ میں سپاہی ہوں	یا کہ شاعر ہوں رشک فیضی طور
ہے جدا ہے اس چمن کی بہا	جلوہ عندلیب نیشا پور
لکھوں دفتر اگر حقیقت کا	ہنہیں ممکن کہ ہو سکے مطور
نہ یہ لیلیٰ ہی کا فائدہ ہے	قیس کی ہے نہ داستان مشہور

نہ تو شیریں کا ہر یہ قصہ عشق	ہے نہ طوہارِ حالِ فسق و فجور
ہوں حقیقت میں کیا نہیں معلوم	پر ہوں اک بندہ خدا کے غفور
جوشِ مستی میں کہدیا جو کچھ	ہوں میں اسید وارِ عفو و قصور

مطلع

ساقیا بانِ پلا شرابِ طہور	تا کہ ہو جاؤں نشے میں پھر چور
نعت کرنی ہے جہ کو انکی رسم	ہے لقبِ جنگا سرورِ جہور
جس کو کہتے ہیں احمدِ بے مہم	ہو اُسی کے لیے جہانِ ظہور
وفا ہے اُسکی منظرِ برِ غفار	کیون نہ امتِ اُسکی ہو مغفور
اے ہے رہنما ہر دو جہان	جن کی خالق نے سعی کی سکور

بات ہر اک سے معجزہ انکی
 انکا کہنا ہے وحی مایوسے
 انکا پر تو ہے سب جلال و جمال
 میم کہ پر دین ہی تھا عین
 رحم اسکا ہی پر دہ پوشش جہان
 شرع کا پردہ ہے مگر مانع
 کروں افشاں را اگر الحق
 میں بھی ادنیٰ غلام ہوں انکا
 ساری عالم میں فیض جاری ہے

سے علوم لذتیں پہ عبور
 نہ بناوٹ نہ اس میں کچھ ہر قصور
 حرمین انکے نور سے معمور
 سمجھے موسیٰ تھے جب کوئے طور
 قہر سے اُسکے کفر ہے مقہور
 جسکے اظہار سے ہر دل مخدور
 اس زمانے کا میں نہیں منصوب
 دل سے ہوں معترف بعجز و قصور
 نعمتیں کیونکہ اُسکی ہوں محصور

تو ہے آقا تو میں ترا بندہ	میر سے مولیٰ شفیع روزِ شہور
تو وہ مقبول ہے کہ بعدِ خدا	نام تیرا ہے عرش پر مستور
تیرے در کا گدا ہوں نین شاہ	حادثاتِ جہان سی ہوں مجبور
دشمنوں کا ہی ہر طرف نزعہ	کیجیے اُن کو آپ ہی مقہور
ا ہوں میں مستانِ شہِ توحید	دے مجھے جڑِ شرابِ طہور
مرضِ ہجر سے ہوں میں بیمار	اس لیے مجھ کو کہتے ہیں مجبور
میرا شیخِ رضانہی اور تسلیم	دوہری مجھ سے سبِ یابِ زور
دل کی نگاہِ نئی مٹے میرے	ابھی حاصلِ ہمیشہ قربِ حضور
ہے یہ امیدِ تجھ سے روزِ جزا	تیرے زور سے میں بن بھی جلا

میرا مسکن ترا دین ہو	تیرے قدموں میں کھنکھاتی ہو
چین میری اور ترا رہو	مجھے دل سے بات ہے منظور
تیرا دیوانہ مجھ کو لگ کہین	تیرا جنون مجھے کرین مشہور
آندوسے کھیری کشتی عمر ق	بھڑستی سے کر چکی جو عبور
جا لگے ساحل دین پر	شاد ہو جائے تادل مہجور
نہیں کیوقت تجھ کو دیکھوں میں	نام تیرا بون پہ ہو مذکور
میرے آقا جو ہیں نظام دکن ق	رہیں دائم منظم منصوبہ
آل و اولاد کی ہو سردراز	حب و لخواہ ہو نظام امور
میری اولاد بھی ہے شادان	عمر افزون ہو اور دل مسرور

مشاد کی اور کچھ بہنیں خواہش

یاد فرمائیں جب مجھ کو حضور

ایضاً

کانپ کر مان کا کلیجہ اڑ گیا

شیشہ خالی سے ہو گیا اڑ گیا

قبر کا ایک اور جھگڑا اڑ گیا

طیہان ہو کر بھی جھگڑا اڑ گیا

جا بجا عالم میں چر چا اڑ گیا

خالی اصغر سے جو جھوٹا اڑ گیا

یون رہا تنہا روح کی جانی کے بعد

مرزا کے کوکہان آرام ہے

روزِ محشر تک دینا ہے حساب

عبدالستقلال سودی شہنشاہ

لال میرا سے پیسا رہ گیا	نفس پر کہہ کہہ کر روتی تھی یہاں
کیا گیا دنیا سے اور کیا رہ گیا	لاش پر شصتر کی مان فی بین کہا
آندھی چلتی مینہ برستا رہ گیا	ضبط آہ و گریہ کب ہم سے ہوا
اک دُنی کا صرغ پڑا رہ گیا	فرق کیا ہے عبد اور مہودین
ایسے حضرت کا سایا رہ گیا	تہا نہ منظور نظر کس دُنی
ساتھ کیا لیکر چلے کیا رہ گیا	اشقیاء سے موت کہتی تھی کہو
جا بجا نقشِ کفِ پا رہ گیا	جانے والی چل دی سوسے عدم
شمعِ غم کا ایک رشتہ رہ گیا	ہونیوالی تھی شہادت ہو چکی
گود میں شہ کی بسکتا رہ گیا	کام شصتر کا کیا اک تیر نے

خونِ ناحق کی شہادت کیلئے	خنجرِ قاتل پہ دھتار گیا
--------------------------	-------------------------

رہنے والا ہی راہِ دنیا میں شاد

جانے والوں کا فسانا رہ گیا

ایضاً ۱۴- ذی الحجہ ۱۳۱۸ھ ہجری

تو کہے شبیر کا سبب دکا	مجرئی یہ مشغلہ ہے شاد کا
------------------------	--------------------------

آگیا ماہِ محرمِ مجرئی	وقتِ یاد و غم و فریاد کا
-----------------------	--------------------------

ہو گیا برا و جب باغِ رسول	رنگِ بد لا گلشنِ ایجاد کا
---------------------------	---------------------------

تاہ کے ضبطِ نغانِ ہوشِ غم	دم گٹا جاتا ہوا بے نرا دکا
---------------------------	----------------------------

خونِ رو بادقتِ فرجِ شاہِ دین	دم ہی نکلا خنجرِ فولاد کا
------------------------------	---------------------------

تین دن پیاسی رہے حضرت عیسیٰ

کر بلا میں جب سے حضرت شہید

جو شقی تھو رو سیل میں بہم

کچھ ترس آیا نہ بے ایمان کو

کر بلا کا کچھ نہ خاک کا کھج بسکا

کر دیا آل عب کا گھر تباہ

یون کہا حضرت نے جدم بہر قتل ق

ہاں مرے قاتل نہ رکنی پائی ہاتھ

خنجر قاتل گلے سے جب ملا

کچھ ٹھکانا ہے جلا بیدار کا

حشر برپا ہو گیا فریاد کا

شور تھا ہر سو مبارکباد کا

کیا کلیجہ سخت تھا جلا د کا

خامہ تھک کر رہ گیا بہزاد کا

ہو برا اُس خانان برباد کا

حلق پر خنجر چلا جلا د کا

رہ نہ جائے حوصلہ بیدار کا

دل سے شور اٹھا مبارکباد کا

دستگیری کیجیے مولای من	بکیسی مین وقت ہر امداد کا
------------------------	---------------------------

شاد کے دل سے کوئی پوچھے اسے
کس طرح ہوتا ہے غم اولاد کا

ایضاً

سوز خوان ہم جو ہوئی چاک گریبان ہو	لوگ مجلس میں گری بہ خود و گریان ہو کر
غم شبیرین رونے کا اثر تو دیکھو	اشک آنکھوں سے گریے کو ہر غلطان ہو کر
غم صفیر بیچ بانو کی تھی حالت مضطر	بال کھولے ہوئے پھرتی تھی پریشان ہو کر
حال کیا خاک کہوں الہی کی دینداری کا	قتل حضرت کو کیا جسے مسلمان ہو کر

سختیان جھیلی ہیں کس طرح سہی مہمان ہو کر	نفسِ لب تشنہ دہنِ خم بدن پر لاکھون
وہمِ خصصت کہا اکبر نے یہ گریان ہو کر	پھر ملو گامری امان جو رہا میں زندہ
کھل گئے داغِ بدن رشکِ گلستان ہو کر	زخم کھانے جو نین ابنِ علی نے بجزا
گل ہوا داغِ جگر شمعِ شبستان ہو کر	لحنت دلو جو کیا ہاتھوں پندار نے شہید
کیا مقابل ہو کوئی شیرِ نیستان ہو کر	اسد اللہ کے شیروں سے الہی توبہ
دُرِ اشک آنے لگی لعلِ بدخشان ہو کر	خون رونے لگے انکھیں شمعِ کرمین
مجھ گیا آج چراغِ تہ دامان ہو کر	راکبِ بوشِ نبی اور ردِ پوشِ بتوں

فخرِ سہِ پشت سر ہے خدِ ستِ صفا کا

چشمِ اعدا میں رہا دیکھ لو شادان ہو کر

ایضاً تاریخ ۵۔ ذیحجہ ۱۳۱۸ھ

تصویرِ عالیجناب ہوتا ہے	خیالِ روئے رسالتِ بے ہوتا ہے
غمِ حسین کی سینی میں آگ ہو روشن	دلِ حنین مرا ہر دم کباب ہوتا ہے
مرے حضورِ اسے مجھ کو یہ کہہ دینا	تمہاری ہجرتِ ولیدِ عذاب رہتا ہے
خیالِ عارضِ تابان میں محوِ شب و روز	ہمارے پیشِ نظر آفتاب رہتا ہے
قیام اسکو اگر ہے تو ہی رنگِ بہار	کہ زورِ شور پہ کوئی دن شباب رہتا ہے
کیسے عارضِ گلگون کا جگلیا ہو یہ رنگ	ہمیشہ شیشہِ ولیدِ گلاب رہتا ہے
دہر گزر جو اٹھا ادھر سے نکل تیغ	حد و کے وار کا ہر دم جواب ہوتا ہے
ہماری آنکھوں میں ساقی کی آنکھ پھرتی ہو	دوامِ نقشہِ جامِ شراب رہتا ہے

نہیں ہی خوفِ بہین آفتابِ محشر ہے

نہیں ہی بادِ سے غالی کوئی گھڑی کوئی دم

کے ساتھ ظلِ شہِ بو تراب رہتا ہے

حضورِ مینِ مزلولِ باریاب رہتا ہے

امیدوار سے فضلِ درم کا اسکو شلا

غمِ گناہ نہ خوفِ حساب رہتا ہے

ایضاً

۳۔ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ ہجری

اے سلامی حال اپنا نہا رہے

آ کے زینب سے سکینہ نے کہا

پاؤن مینِ زنجیر ہے گردنِ میں طوق

غمِ مینِ شہ کے چشمِ دریا پار ہے

بھائی تیرا طالبِ دیدار ہے

ہاے قیدی عابدِ بیزار ہے

کہتے تھے وقتِ شہادت چہیٹن	کون میرا اب یہاں غمخوار ہے
مومنوں نے کر دیا مومن کو قتل	یا الہی یہ کیا سارا ہے
ساتی کو ٹر کے جوئے زندهین	پانی ملنا اب اُنہین دشوار ہے
ایک مومن بہن امام دوسرا	اور کتنا مجمع کُفار ہے
شمر سے کہنے لگے شیعہ	بیعتِ فاسق سے مان انکار ہے
کیون تہ وبالا ہوا روضہ سما	شفہ کی باہر میان سے تلوار ہے
کہتے ہیں جب کو غمِ فرزندِ حیف	سب سے بڑھ کر یہ برا آزار ہے
کہتے تھے قاسم شقی سے وقتِ جنگ	مرگ سے مردود تو بیزار ہے
ہینِ رضا کے حق پہ راضی دلسی ہم	کس کو مرنے سے یہاں انکار ہے

پڑگئی فوج شقی میں کھلبلی	ق	اور پریشان حال ہر سردار ہے
عربِ شہ سے ہو گئی بدحواس		دیکھا جب آمادہ پیکار ہے

شاد جوجی چاہے مانگو شاہ سے
مل ہی جائے گا بڑی سرکار ہے

مخمس بر بسلام میرونس لکھنوی

۱۰۔ ماہ محرم الحرام ۱۳۲۲ھ

اے سلامی غم کی کشتی کا تو ننگر کھولدی	کھول دے بھر خدا بھر پمپنیر کھول دے
ضبط کیوں کرتا ہی تو دونوں سمندر کھولدی	عقدہ سلاک گہڑاے دیدہ تر کھول دے

ابر نیسان پر برسکے اپنی جو ہر کھولے

رحم کیجے میرے حالِ ناز پر یا مرتضیٰ	عرض اس کیس کی سن لیجی ذرا بھر خدا
آپکے صدقہ تصدق آپ پر قربان خدا	قید میں بلبل بھی حیدر کو دیتی تھی ندا

میرے پر اسے قاصنی بازو کو تر کھولے

بارگاہِ ایزدی میں کی جو حضرت نے دعا	کہہ لگیا صد شکر فوراً تھا جو بابِ دعا
فضل شاہِ انبیا پر حق تعالیٰ کا ہوا	فتح جب پائی محمد نے علیؑ سے یہ کہا

ہاں مرے بازو چھپٹ کر بابِ خیمہ کھولے

کون ہے ایسا کہ جو واقف نہیں ہو آپ سے	کام جو ہر ایک کا کیونکر کسی سے ہو سکے
کب یہ ممکن ہو کہ پھر ٹوٹے ہو کو جو کڑے	دستِ قدرت کسی کا یہ کچھ باندھوئے

جس گرہ کو ناخن تدبیر چیت رکھو لدے

کس بشکر کا ہے کلیجہ کہ پھر باندھو اُسے	کس تمسن کا ہونہر پہ کہ پھر باندھو اُسے
کس دلاور کا ہے دعویٰ یہ کہ پھر باندھو اُسے	دستِ رست کی کس کلی یہ کہ پھر باندھو اُسے

جس گرہ کو ناخن تدبیر چیت رکھو لدے

فوج میں جب اشتیاق نے کی عالم شمشیرِ ظلم	ہو گئی تھی سر زمین کر بلا جاگیرِ ظلم
یہ نئی سوچ تھی اُس سفاک تدبیرِ ظلم	شمر کہتا تھا چلو اُس دم گلے پر پیرِ ظلم

اپنا سنہ جب چکیاں لیں کو اس صغر کھو لدے

لختِ دل حیدر کا تھا ابو مصطفیٰ کا نورین	کیونہو ہر گھر میں برپا کی خاطر نورین
زیر تیغ اقدس اکبر کو یوں آئیگا چین	ذبح کا شتاق ایسا کون ہوگا جو حسین

ہنس کے جو بند گریبان زیرِ بجر کھول دے

دیکھ تو اسکو ذرا تیغوں سے پر زہی ہن یہ ہاتھ	مین کروں اظہار کیا تیغوں سے پر زہی ہن یہ ہاتھ
حسرت و اسر تا تیغوں سے پر زہی ہن یہ ہاتھ	شہ نے قاصد کو کھات تیغوں سے پر زہی ہن یہ ہاتھ

تو خطِ صغرا کا سر نامہ برادر کھول دے

بیکس و بلبسِ غلامِ چھوڑ دو مضطر ہونین	راحتِ جان پذیر ہوں دلبرِ مادر ہونین
نورِ عینِ مصطفیٰ ہوں سبطِ پیغمبر ہونین	شمر سے کہتی تھی زینب خیرِ حید ہونین

میری بازو سے رس بھر پیر کھول دے

وصفِ پوچھو مجھ سے گریبِ رسول اللہ کے	سننے والا ہو اگر تو فضل سے اللہ کے
مین کروں اوصافِ انشا اس خدا نگاہ کے	اکماتہ دان طالبِ جہ مونس ہی بخیر شاہ کے

اپنے بستے سے ابھی دفتر کو دفتر کھولے

محکم دلائل سے مزین
مجموعہ برسرِ اسلام نہیں

۱۹- ربیع الاول ۱۳۳۳ھ

جو شجاعت کے دھنی تھو وہ دلاور چھوٹے

اللہ الحمد کہ تختِ دلِ حیدر چھوٹے

مجرئی قید سے جب عابد بے پر چھوٹے

بیشہ سہٹ جرات کو غضنفر چھوٹے

شام میں شور ہوا آلِ پیہر چھوٹے

سیکڑوں بلکہ ہزاروں میں ہو کر حسینؑ

ایسے دیکھ کر نہیں چسپو تھو جو ائمہؑ

رن میں فراتے تھو بھر کر نفسِ سرورؑ

پوچھتے خون تھو چہری کی کجی اگر حسینؑ

مجھ سے کیا کیا مرے اس دشت میں پانچوٹے

گئے مرنے کیلئے وہ بھی نکل کر ہے ہر
بھولے بھالے تھے جو بچے مری کی ہر ہر

موت کی بجائے گئی سرسبز ٹل کے ہے ہر
بانو فرما تھیں ہاتھوں سے اہل کی ہے ہر

نہ تو اکبر ہی بچے اور نہ اصغر چھوٹے

ہوں گنہگار الہی مین ظالم اور جہول
بچکے آجاؤں کہ ہو جاؤں اسی عالم قبول

اے گنہ بخش دو عالم مری تو یہ ہو قبول
حریم کہتا تھا کرونگا مدد سے بطرسول

اسمیں فرزند خدا ہو کہ برادر چھوٹے

بندہ حق ہوں کسی اور کا بند انہیں کچھ
مال کیا مال ہے اس مال کا شید انہیں کچھ

طالبین ہوں میں نیا کی تمنا انہیں کچھ
ایک عالم جو چھٹ جاؤں تو پروا انہیں کچھ

پر نہ ہاتھوں سے مرے دامن سے چھوٹے

جب نان کھائی جگر پڑو دلاور نے کہا
اُس شجاعت کے مہنی شاہ کو دلبر نے کہا

نانی حیدر دہر شکل پہ پیر نے کہا
خاک پر گر کے دم نزع یہ اکبر نے کہا

اب یقین ہو کہ تاشتر یہ بستر چھوٹے

نہیں غم اسکا جھوٹے کچھٹا مان متاع
کیونکہ اخلاق اکبر کی طرف سے ارجاع

جان نیسے سے بھی ڈرتی ہیں کہیں شجاء
سنہ نے ریشم کو کہا ملکر گلے وقت شجاع

اے بہن تم سیم اب تا دم محشر چھوٹے

اقربا چھٹکے ہم کیلیہ مضطر نہ پھرین
کھلے بے بس بے یاد و بے پیر نہ پھرین

کیسی مین کہو کس طور کھلے سر نہ پھرین
بی بیان کہتی تھیں کیوں و نمون پور نہ پھرین

سر پر وارث نہ رہی قید ہوئے گھر چھوٹے

روزِ اول سے ہر گراپے قدر میں نہیں	نام اپنا بھی لکھا جائیگا دفتر میں نہیں
-----------------------------------	--

دردِ ہر شاد کبھی اس دلِ مضطرب میں نہیں	آرزو یہ ہر کہ ہنگامہ محشر میں نہیں
--	------------------------------------

ہاتھ سے میرے نہ دلانِ پیہر چھوٹے

بِاِخِرِ سَمِیْعٍ



تقریظ و قطعات تاریخ دیوان ہدیہ شاد

از مولوی لطیف احمد صاحب اختر مینائی لکھنؤی

وزارت پناہ یمن السلطنۃ وام اقبالہ کا دیوان لغتہ جو چھپ کر پڑھ لائق ہوتا ہے سچے اور قدرتی جذبات کا مظہر ہونے کے علاوہ شعرو سخن کے میدان میں ایک گران بہا اضافہ کرتا ہے۔

جن لوگوں کو شعرو سخن سے دلچسپی ہے ان کی نظر سے یہ بات پوشیدہ نہو گی کہ اردو زبان کی شاعری صرف یہی نہیں کہ زبان کے جذبات ادا کرنے میں ایک کا آمد آگے بنگئی ہے۔ بلکہ رفتہ رفتہ ان تمام خوبیوں کا مجموعہ بنتی جاتی ہے جو عربی و فارسی زبان کی شاعری کو حاصل ہیں۔ کبھی تو وہ والہانہ محبت کی دلوں کو گرماتی نظر آتی ہے اور کبھی قوم و ملک کے خیالات میں حصول عظمت و وقعت کے لیے آگے بڑھنے کا جوش پیدا کرتی ہے۔ کبھی وہ ایک ناصح مشفق کا کام

دیتی ہے اور اوصافِ حسنہ کا سبق نہایت پر اثر طریقہ سے ہمارے ذہن نشین
 کرتی ہے اور کبھی وہ رہروانِ طریقت اور صوفیانِ صفا مشرب کے تلوپ مین
 سلوک کی روشنی چمکاتی ہے۔ اور خداے ذوالجلال اور اُس کے فرستادہ پیغمبر
 کی یاد دلون مین تازہ کرتی ہے پس کہہ سکتے ہیں کہ اردو زبان کی شاعری جو ان
 تمام شعبوں پر حاوی ہوتی جاتی ہے۔ ایک اعلیٰ اور مصفا نہایت مفید شاعری ہے۔
 اردو زبان نے جس طرح تدریجی ترقی کی ہے اُسی طرح اس شاعری نے بھی رفتہ
 رفتہ قوت پکڑی ہے اگرچہ اصنافِ غزل و مثنوی و قصائد وغیرہ کے لحاظ سے
 دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ابتدا ہی سے شاعری ان اصناف مین کی گئی ہے
 اور درجہ بدرجہ اس مین ترقی اور یونانیاں خوبی و سلاست اور فصاحت و بلاغت
 پیدا ہوتی گئی لیکن یہ دیوان جس قسم کی شاعری (جو پاک شاعری کہی جاسکتی
 ہے) پیش کرتا ہے اُسکی عمر ابھی تھوڑی ہے۔

نعتِ شریف مین اگرچہ متفرق طور پر صوفیانِ طریقت کے اشعار و دیوان ہیں۔

لیکن اردو میں جس نے اعلیٰ پیمانہ پر لغت گوئی کی بنا ڈالی وہ مولانا غلام امام شہید تھے۔ اُنکی پروردشاعری نے جو اثر ڈالا اور خادانِ بنوئی کو گرویدہ بنایا تو اور بھی بہ کثرت اصحاب ادھر متوجہ ہوئے اور چونکہ یہ ایک حصولِ خیر و برکات کا عمدہ ذریعہ ہے اسوجہ سے لغت گوئی کی مقبولیت مسلمانانِ ہند میں روز بروز بڑھتی گئی اور اس سے میلاد کی محفلوں میں تازہ جان پڑ گئی۔

مولانا شہید کے بعد مولوی محمد محسن صاحب کا کوروی اور حضرت امیر مینائی رحمۃ اللہ علیہا نے لغت گوئی کو درجہ کمال پر پہنچا دیا۔ محسن کا کوروی کی بلند پروازی اور عالی خیالی شعر کو حیرت میں ڈالتی ہے۔ اور امیر مرحوم کا کلام ایک درد مند دل کا ترانہ ہے جو محافلِ سماع کو گرم کرنے والا اور دلون کو اپنی طرف کھینچنے والا ہے۔

اب ان نامور حضرات کے بعد عالجنا ب شاد بالقابہ کا دیوانِ لغت ہدیہ بارگاہِ نبوت ہوتا ہے اور یہ یقین ہے کہ وہ بھی بارگاہِ بنوئی میں تہنہ قبولیت

حاصل کر کے مشتاقانِ رسول کی دلچسپی کا باعث ہو گا۔ جیسا کہ دیوان کے مطالعہ سے ظاہر ہے جناب شاد کا دل انوارِ حدیث سے منور اور در و محبت سے گہری ہے کلام خود کہتا ہے کہ ایسے سوز و گداز کے اشعار بغیر دلکی لگی کے نہیں نکل سکتے۔

کافرت کہو شاد کو ہے عارت و صوفی

شیدائے محمد ہے وہ شیدائے مدینہ

امیر مینائی کا دیوانِ لغتہ (محمد خاتم النبیین) جواب تیسری بار طبع ہو کر شائع ہوا ہے ایک خاص امتیاز رکھتا ہے کہ انہوں نے نئی نئی زمینوں میں نئے نئے خیالات درو انگیز نئے نئے انداز سے فصاحت و بلاغت کے ساتھ ادا فرمائے ہیں۔ وزارت پناہ کے دیوان میں بھی وہی خصوصیت پائی جاتی ہے اور حق یہ ہے کہ اس گویائی کا رنگِ آمیز کے رنگ سے بہت کچھ ملتا جلتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب مصنف نے امیر مینائی کا کلام بہت دلچسپی اور والہیت کے ساتھ دیکھا اور سنا ہے۔

اے شادِ خوبِ نعت میں تم نہ کھلاؤ گُل

پھولی پھلی پشعل تمہارے قلم سے ہر

الغرض ایسے کلامِ نعت کی تعریف کیا ہو سکتی ہے جو اپنے معنی کے لحاظ سے

منہایت بلند، رتبہ رکھتا ہو اور الفاظ و طرزِ بیان کے لحاظ سے بھی وضاحت و

بلاغت کا دفتر ہو۔ عالیجناب شاد بالقابہ بارگاہِ نبوت کے شیدائی اور محبوب

خدا کے فدائی اُس روشن و تابان جماعت میں داخل ہو کر جمینِ آمیر و محسن و

شہید و شہیدی وغیرہ ممتاز اصحاب میں جو پیشِ اخلاص سے نعتِ شریف

میں رطب اللسان پڑھتے ہیں۔ اسکے صلے میں بارگاہِ رسالت سے جو کچھ عطا ہو

آپ اسکے مستحق ہیں۔

فقط نعت گوئی سے اے شاد تجکو

یعرت ملی ہے یہ رتبہ ہوا ہے

افرمینائی

تاریخ

کیا کلام دلربا ہو کیا سخن ہر دلکشین	مرحبا صد مرحبا اے آفرین آفرین
ایک اک مصرع یہ کہتا ہوں زبانِ حال سے	نعت گوئی میں خبابِ شاد کا نانی
بدشین یوں چپٹ چپٹ ہو کر کی چوٹی گندی	لفظ میں یوں بر محل جیسے لگو ٹھی ہر نگین
مصرع تار سچ بھی اختر نے جڑتہ کہا	نعتِ پاک جو ہر جان رحمۃ اللعالمین ۲۵ ۱۳۷

ولہ

مرحبا کی نظم کی نکلی کتاب	جسمین اک اک باب ہر جہ کا لب
نعتیہ شمار میں سب نور کے	کوئی سے مہتاب کوئی آفتاب
روح لکھ کر سرور کوئین کی	خوب ہی لکھا مصنف نے تراب
عید اے اختر ہوئی عشقِ ناز	چھپ گیا جب یہ کلامِ نعت
ہاتھ آیا ایک مصرع سال کا	دفترِ نعت بنی ہی لا جواب ۲۵ ۱۳۷

ولہ

شاد ہر دل سحرناخوانِ رسولؐ	ہدیہ شاد نہ کیوں ہو مقبول
طبع کا سال یہ اختر نے لکھا	دیکھیے خوب کھلے وقت کے پھول
ولہ	۱۳۲۵ھ
اس نصیب میں والد عجیب لگتا ہے	ہر صفحہ دیوان چین جیتا ہے
تاریخ کی بجو جو ہوئی فکر اختر	ہاتھ نے کہا خزانہ رحمت ہے
ولہ	۱۳۲۶ھ
ہے نعتیہ کلام کا اختر مزہ جنہیں	کہتے ہیں وہ کہ دوست سرمد کلام ہے
جیسا کلام ویسی ہی تاریخ بھی ہوئی	سرماہ شفاعت احمد کلام ہے
	۱۳۲۶ھ

از مولوی محمد عبد الجبار خان صاحب آصفی نظامی سرشتہ دار

دفتر معتمدی صرفہ خاص

اختر اوج وزارت نیز برج شرف

گوہر بحر امارت مقص دولت را نگین

قوت بازو و دارائی عین السلطنت
 سرمارا کشتن پر شاد و مستور دکن
 حجت از بهر سلف بر مان بود بهر خلف
 تازه طرح گلشن نسبت رسول الله رحمت
 از گل هر لفظ جوشد بوسه اخلاص نبی
 آن نبی الله که از مهرش بود روز جزا
 بارک الله از فصاحت ثانی حسان بُو
 نیست دیوان چشمت آب بقاء باشد کز نو
 بے گمان بخشند در روز جزا و اجابت
 از کلامش جانشینی در میریزد اثر
 طلعت او بام امکان شست آب پرش
 از بلاعت پایه والای سحابان شسته

آنکه باشد پیچ اقبال بخشش آه نین
 کز شکوه از علو باشد بهر بهر یقین
 اعتبار اولین و انتصار آخرین
 بلبل شاخ نهال او بود روح الامین
 از بهر لغت دیوانش بود خلدیرین
 جاس جلد و ستان خاص فروز دین
 پایگاهش دیگر است از نعمت ختم المرسلین
 زنده ماند خضر جان تا دور که چرخ برین
 خلعت اقبال در درگاه رب العالمین
 میکند بیتاب هر لفظش دل جان چین
 کرد روشن آتینان در بزم دل شمع یقین
 بر بلنج الفاظ او گوید بلاغت آفرین

معنی او فخره دارد از فرزندان اختری
 فکر او در ریاست دریای که دارد موج آن
 دارد از فیض بهار طبع رنگینش مدام
 طبع او در بنم اهل ذوق باشد ساقی
 نسخه دیوانش از خوبی بود لیلے ادا
 از لطافت گلشن دیوان رنگینش بود
 او بود خورشید پر تو او بود نیسان نوال
 و انتساب طبع و آرایش و مدفروش کوه
 از طرب انگیزی معنی بهر دم ذوقی شوق
 آستین مجروح دست صدف دارد و مگر
 جانے نکست موهج انوارے خیزد از او
 در صمغ زار خیال دوست بهر زین

لفظ او دارد فروغی روشنی دشمن
 چای قطره گوهر شهباز اندر آستین
 از مضامین صفحہ ادب طرح گلزمین
 کر معانی باده در الفاظ دارد ساکنین
 شعر او مجنون نهادان راست لعل عنبرین
 حقیقتہ بمن تجتہتا یجری لنا الماء المعین
 طبع او را مایہ دریا و کان در آستین
 چون سپهر اولین از بستی سطح زمین
 کلک او دار و نواسے تارچنگ استین
 میکند ہر دم مشا کلک او در شین
 پر تو خورشید دارد در مداو عنبرین
 از مداوش قفصہ رعنا بتان را بر حصین

نثر او ماندیمدشک افشان پری	شعر او ماند بدل آویز زلف عینین
نوبهار نطقش از بزرگ لب و زبان نوا	می فشانند لاله و گل می او ندایمین
هست بر کام دل شیرین مذاق ان سخن	شاید شیرین ادا دیوان ز لعل شکنین
مهر دیوانش ز چرخ طبع چون بر تو فشان	از فروغش شود بالانور چشم لعلین
اصغی هم از شعاعش اقتباس نور کرد	میکند بجنب تحسین و بطالع آفرین

از مولانا ترکیه لیشاه صاحب کی

چشم خوش جنبانید گفتی	تو گوئی گوهر نایاب سفتی
چو شد مطبوع ترکی بدید شد	نوشتم سال اولت محبت گفتی

از حافظ جلیل حسن صاحب جلیل

جلیل رنگین دود با هوا هر دیند	یقین هر که پندیده انا می بود
-------------------------------	------------------------------

دعا بھی ہے یہی تاریخ طبع بھی یہی	قبولِ خاطر محبوبِ کلام یہ ہو ۱۳۲۵ھ
ولہ	
نعتیہ نظم کو سخن کے لیے	مایہ افتخار و ناز کہو
اور مدارِ مصطفیٰ کو جلیل	سب سے بڑا کہ سخن طراز کہو
جب یہ کہہ لو تو پھر پلے تاریخ	مہِ پیغمبرِ حجاز کہو ۱۳۲۶ھ
ولہ	
کس منہ سے اُس کلام کی تعریف ہو سکے	جسمین ہو نوکرِ پاک شہِ کائنات کا
تاریخِ طبعِ بین نے جو پوچھی جلیل سے	بولاکہ یہ سخن ہے وسیلہ نجات کا ۱۳۲۶ھ
ولہ	
سُخلا ہے بڑی چاہ کا ارمان کا دیوان	جس پر یہ گمان ہے کہ ہر حسان کا دیوان
آتی ہے گلِ نعت سے خوشبو سے محمد	اک بارغِ مدینہ ہے یہ دیوان کا دیوان ۱۳۲۶ھ
ولہ	

خودی کو بھول حبیبِ خدا کی یاد بھول	جلیلِ عرش سے آیا ہے مصرعِ تاریخ
درو در پڑھنے کو قابلِ بینِ نعمت پاک کو چل	

ولہ

اس نگہ سے رنگِ چین ہو گردِ اہلِ علی	لاکھوں مین یہ نگین سخن ہو دواِ اصلِ علی
ہے کیا کلامِ نعمت بھی پروردِ اہلِ علی	تاریخ اس دیوان کی تو لے جلیلِ اچھی کجی

ولہ

کس قدر جوش ہے عقیدت کا	کوئی دیکھے یہ نعمت کے اشعار
بارک اللہ ہے چشمہ رحمت کا	تشنہ کامونِ مین شور ہے جلیل

ولہ

تھر بھی اگر ول ہو تو پیدا ہو گداز	یہ درو کی باتیں یہ سخن کا انداز
دوبار کہو ہے نعمت گوئی اعجاز	مطلوب جو تاریخ ہو دیوان کی جلیل

ولہ

کیون ہوا آتی ہے ہر ہر لفظ سب کی حبیب

زمین دوائے درد دل کا کار و لاجو حبیب
۱۳۲۶ھ

اس سخن پر غش ہیں سب وارفتہ و حبیب

و جہ زمین اگر کہی تاریخ میں نے اور جلیل

ولہ

قضا پر اسکی قدسی لوٹ ہوئے ان کو کتنا ہو

عجب ہے رنگ گویا طائر سر رہ چھکتا ہو
۱۳۲۶ھ

یگکش نعت کا یار سب ابواب پر قوس

جلیل اس گلزار میں یہ پڑھو صبح

از مولوی غلام مصطفیٰ صاحب سبب تخلص

نظم مقبول ہے یہ سبب بالتحقیق

ہر یہ شاد گلشن تو فنیق
۱۳۲۵ھ

شاد نے خوب نعت لکھی ہے

سال تاریخ طبع کہہ سے رسا

از مولوی سید ہیر الدین حسن خان صاحب طہیر دہلوی

کلام پاک مکر فیض بنیاد

ہوا مطبوع کو یہ گلشن نعت

مصنّف اسکے ہیں وہ ابرنیان
 یمن السلطنۃ دستور سلطان
 سخن کے زور سے ہوتا ہے ظاہر
 عیان ہے فکر سے نازک خیالی
 عجب دلکش ہیں معنوں دل آویز
 غزالانِ ختن ہیں شاہدِ فکر
 عروسانِ برہمی پیکر ہیں اشعار
 یہ وہ گلزار ہے ہر نخل جسکا
 شجر کیسا کہ ہر صلیح موزون
 سراپا نصرتِ حضرت ہے مملو
 سراپا فیض ہے دیوان کہ ہر شعر
 ظہیر اس باغ کی تھی فکر تاریخ

گہرا نشان ہے جسکی طبعِ جواد
 مہاراجہ بہادر حضرت شاد
 کہ اپنے وقت کے بیشک ہیں استاد
 مضامین خیر ہے طبعِ مفاداد
 فوٹو گریہ زبانِ فیض ارشاد
 کہ دلی گھات میں ہیں شوقِ صیاد
 کہ ہر مصرع ہوا اک شوق پر یزاد
 ریاضِ خلک کا ہے سرو آ زاد
 بجائے خود ہے رشکِ سروِ شاد
 یہ گلشن بھی ہے رشکِ باغِ شاد
 بجائے خود سند ہے حبرِ اسناد
 ہوا یہ ہاتھ غیبی سے ارشاد

ہنگارستان چینی نقش ہزار
۱۳۲۵
رستہ یہ باغ دکش شادو آباد
۱۹۰۶

سرآداب کے لکھ سال تاریخ
دعا ہے یہ جناب ایزدی سے

از مولوی محمد مظفر الدین صاحب معالی تخلص

ہدیہ یہ شاد کا بھی الہی قبول ہو
مطبوع طبع احسن خاص رسول ہو
۱۳۲۵

تیرے حبیب پاک کو دربار حق میں
تاریخ طبع اسکی معالی نے کی یہ عرض

ولہ

نعتیہ لکھا ہے دیوان نہایت مرغوب
ہدیہ شاد ہو مقبول شہنشاہ قلوب
۱۳۱۶

شکر حق اندون دستور شہ آصف نے
سال طبع اسکا یہ فضلی بھی معالی نے کہا

ولہ

دور معانی روشن بسک مضمون سبقت
پسند خاطر شاہ اُمم بود سن گفت
۲۳۲۵

دوریر پاک کن چون ہمنشاہ رسل
دل معالی بتا رنج طبع دیوانش

تاریخ

* HYDE